At the Roots of the Economic Theories of Modern Revisionism: Bogdanov/Bukharin’s Theory of Equilibrium I & II

By: Rafael Martinez

جدید ترمیم پسندی کے معاشی نظریات کی اساس: بوگدانوف اور بخارن کا نظریہ توازن

تحریر: رفائیل مارٹینز

مترجم: شاداب مرتضی

(پاکستان مزدور کسان پارٹی– 2020)

www.studycommune.com

1۔ تعارف

جدید ترمیم پسندی کا تصور اچھی طرح واضح ہے۔ عام طور پر اس کا حوالہ ایسے نظریاتی آلے کے طور پر دیا جاتا ہے جو سرمایہ دارانہ طریقۂ پیداوار کے اس بالائی ڈھانچے کے لیے مخصوص ہے جو سوویت یونین اور عوامی جمہوریاؤں میں، ماسوائے البانیہ کے، ان معاشی تبدیلیوں کی پیروی میں ظہور میں آیا جو اسٹالن کے انتقال کے بعد واقع ہوئیں۔ جدید ترمیم پسندی کا سبق دوسرے ملکوں کو اور ان (کمیونسٹ) پارٹیوں کو بھی پڑھایا گیا جو اقتدار میں نہیں تھیں۔ مؤخر الذکر معاملے میں جدید ترمیم پسندی نے اپنا اظہار مختلف شکلوں میں کیا۔ حتی کہ ان ملکوں میں بھی جہاں (کمیونسٹ) پارٹیاں اقتدار میں ہیں، وقت اور ملک کے لحاظ سے، جدید ترمیم پسندی کی شکل ایک جیسی نہیں۔ عمومی طور پر ہم یہ دعوی کر سکتے ہیں کہ اس کے نظریہ دانوں میں دو اہم رجحانات موجود رہے، حالانکہ ان کے درمیان کوئی دیوارِ چین نہیں ہے اور انہیں ایک دوسرے سے لاتعلق نہیں سمجھا جا سکتا۔ ایک تو اس میں وہ نظریہ دان ہیں جو منصوبہ بندی کی قوت اور ریاستی انتظام کاری کی طاقت کی وکالت کرتے ہیں۔ دوسرے وہ نظریہ دان ہیں جن کا دعوی ہے کہ اس قسم کا ترقیاتی ماڈل معاشی نمو کی راہ روکتا ہے اور معاشی انحطاط کا حل معیشت کی عدم مرکزیت میں ہے، جس کے ذریعے کاروبار کو پہلے سے موجود خود انتظامیت اور معاشی اکاؤنٹنگ کے ساتھ زیادہ معاشی خود مختاری حاصل ہو گی۔ معاشی اصلاحات کی ترقی ایک خاص سطح تک ان دو رجحانات کے درمیان توازن پر مشتمل تھی۔ ان دونوں رجحانوں کا باہمی تعلق تمام ملکوں میں یکساں نہیں تھا اور

وقت کے ساتھ اس کا ارتقاء ہوا۔ بنیادی طور پر، یہ دونوں رجحان اوران کا باہمی تعلق مغربی نیولبرل ازم اور کینیزین ازم (Keynesianism) سے زیادہ مختلف نہیں تھے[i]۔ یہ موازنہ کرنے کا مقصد جدید ترمیم پسندی کے جوہر کو متعین کرنا نہیں ہے۔ اندرونی تفرقات کے باوجود، جدید ترمیم پسندی، مجموعی طور پر، اور خصوصا سیاسی معیشت میں ایک ہی ماخذ سے نمودار ہوتی ہے۔ اس ماخذ کی خاصیت ہماری مزید تحقیق کا مقصد ہے۔

جدید ترمیم پسندی کے نظریات کی بنیاد سیاسی معیشت اور خصوصا سوشلزم کے بنیادی اصولوں کی ترمیم اوران پر از سرِ نو غوروخوص میں ہے۔ یہ نیا نظریہ 1950ء کی دہائی میں سوشلزم کی سیاسی معیشت کے اکثر اصولوں کی اس تنقید اورانہیں شیطانی بنا کر پیش کرنے کی اس کوشش سے ابھرتا ہے جسے اسٹالن کی تصنیف "سوویت یونین میں سوشلزم کے معاشی مسائل" میں شائع کیا گیا تھا اور ایسا کرتے ہوئے یہ نظریہ سرمایہ داری سے سوشلزم میں منتقلی کے بارے میں لینن کے خاکے میں ترمیم کرتا ہے۔ 1950ء کی دہائی کے اواخر اور 1960ء کی دہائی کی شروعات میں یہ معاشی نظریہ کم وبیش معیاری بن جاتا ہے، حالانکہ معیشت پر بحث سوویت بلاک کے انتشار کے پورے دور میں جاری رہتی ہے۔ جدید ترمیم پرستی خاصا نفیس نظریاتی آلہ ہے جس نے سیاسی معیشت میں مارکس، اینگلز اور لینن کی اس نئے معاشی نظریے سے مصالحت کروانے کی زبردست کوشش کی جو نئے معاشی حقائق کی وضاحت کے لیے نمودار ہوا تھا۔ اس معاشی نظریے کا سنگِ بنیاد (اس کی تمام تر اقسام اور مختلف رجحانات کے باوجود، ایسا تنوع جسے ہم سرمایہ دارانہ فکر میں عموما دیکھتے ہیں) مارکس ازم-لینن ازم کے اصولوں کی اس امر کے ساتھ مصالحت پر مشتمل تھا کہ ان

معیشتوں میں تمام پیداواری اشیاء، اپنی ظاہری شکل میں بھی اور اپنے جوہر میں بھی، اجناس ہیں اور قدر کا قانون محنت کی تقسیم کی نگہبانی کرتا ہے۔ قدر کا قانون تمام معاشی عناصر کے درمیان محنت کے تبادلے کا نگران بن جاتا ہے خواہ یہ تبادلہ ریاستی ملکیت میں موجود کاروباروں کے درمیان ہو یا ریاستی اور مشترکہ کھیتوں کے درمیان۔ ان معاشی نظریوں کو بعض اوقات "مارکیٹ سوشلزم" کے نظریات بھی کہا جاتا ہے۔ یہ اس کوشش کا اشارہ ہے کہ قدر کے قانون کے عمل کو ایک آفاقی نگران کے طور پر، جو کہ ایک ایسی شکل ہے جو خودمختار پیداوار کرنے والوں کے مابین معاشی تعلقات کے تاریخی اظہار کے طور پر ابھری، سوشلسٹ پیداوار کے ساتھ نظریاتی مصالحت میں لایا جاسکے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ یہ معاشی نظریات زرائع پیداوار کے سماجی کردار پر مشتمل نہیں تھے لیکن ان کے بارے میں یہ دعوی کیا گیا۔ بالآخر، یہ معاشی نظریات اس معروضی حقیقت کی پردہ پوشی کے لیے استعمال کیے گئے کہ محنت سے پیدا ہونے والی تمام دوسری اشیاء کی طرح خود محنت بھی ایک جنس بن چکی تھی اور مراعات یافتہ طبقے اضافی محنت کے ایک حصے کو ہتھیا رہے تھے۔

قدر کے قانون کی بحالی کے دوررس نتائج ہیں اور یہ ناگزیر طور پر ان دوسرے سرمایہ دارانہ قوانین سے مربوط ہے جو اپنا اظہار خاص طریقوں سے کرتے ہیں۔ ان قوانین کی کردار نگاری ان مخصوص سماجی اور معاشی رشتوں کے پس منظر میں کرنا، جو سوویت یونین میں ظاہر ہوئے، ایک وسیع اور پیچیدہ کام ہے، جس کو ہم یہاں نہیں چھیڑیں گے[ii]۔ یہاں ہماری غرض بنیادی طور پر دو سوالوں سے ہے۔ پہلا یہ کہ دائیں بازو کی انحرافیت کے بنیادی ماخذ کے بارے میں اسٹالن کے تخمینے سے آغاز کرتے ہوئے، ہم کلاسیکی اور نوکلاسیکی معاشی فکر

کے ساتھ ان کے تعلق سے نپٹیں گے۔ دوئم، "مارکیٹ سوشلزم" کے نظریات کا قیام ترمیم پسندی کی ان شکلوں سے کس طرح متعین ہوتا ہے جو اس سے پہلے وقوع پذیر ہوئیں اور کس طرح یہ تبدیل ہو کر اس شکل میں ڈھل گئیں جسے ہم جدید ترمیم پسندی کہتے ہیں۔ مؤخر الذکر سے بنیادی طور پر سوشلزم کی سیاسی معیشت کے سیاق و سباق میں نپٹا جائے گا۔

جدید ترمیم پسندی کے معاشی نظریات کا ترمیم پسندی کی پرانی قسموں سے کیا تعلق ہے یہ بات سمجھنے کے لیے پرانے نظریہ توازن اور قدر کے قانون کی سوشلزم میں نگراں حیثیت کے مفروضے کے درمیان قریبی تعلق کی شناخت کرنا ضروری ہے۔ توازن کا نظریہ یا مفروضہ 1920ء کی دہائی کے دائیں بازو کے نظریہ دانوں کی فلسفیانہ اور اقتصادی فکر کا لازمی جز ہے۔ ہم اس سوال سے نپٹنے جا رہے ہیں کہ سرمایہ دارانہ معاشی فکر میں توازن کے نظریے کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی جائے اور اس بات کی کہ یہ کس طرح دائیں بازو کے ترمیم پسند نظریات میں ڈھلے۔ الغرض، موضوع کے تعارف کے مقصد سے، ہم توازن کے مفروضے کی تعریف کریں گے، اسے عمومی شکل میں بیان کر کے، ایک ایسے مفروضے کے طور پر، جس کے مطابق سماجی اور معاشی مظاہر مخصوص قوتوں کے میکانیکی توازن کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ کسی مظہر کا امکان توازن سے متعین ہوتا ہے۔ ایک قسم کے مظہر سے دوسرے میں تبدیلی کے عمل کی تشریح توازن کی ایک حالت سے دوسری میں منتقلی کے طور پر کی جاتی ہے۔ موضوع پر انحصار کرتے ہوئے، مختلف قسم کے سماجی اور معاشی قوانین سامنے آتے ہیں جو توازن کی لازمیت کے بارے میں عمومی بیان کو ٹھوس

بناتے ہیں۔ یہ قوانین مطلق کردار اختیار کرنے کا رجحان رکھتے ہیں کیونکہ یہ تمام سماجی تشکیلات پر اپنا اطلاق کرتے ہیں۔ بوگدانوف اور بخارن ان تمام مفروضوں کو لے کر انہیں مزید پروان چڑھاتے ہیں تاکہ تاریخی مادیت اور سیاسی معیشت کو نئی شکل دے سکیں۔

یہ نظریاتی ہتھیار سوویت یونین کی سبک رفتار صنعتکاری اور دیہات میں وسیع پیمانے کی اجتماع کاری کی ضرورت کو چیلنج کرنے کے لیے استعمال کیا گیا اور اپنے جوہر میں اس کا مقصد سوویت یونین میں سرمایہ دار طبقے کی تحلیل، سرمایہ دارانہ استحصال کے خاتمے اور سوشلزم کی تعمیر کے عمل کی بیخ کنی کرنا تھا۔ 1920ء کی دہائی کے اواخر میں، دائیں بازو کی حزبِ اختلاف کے پاس نامیاتی اور نظریاتی اعتبار سے ایک واضح رہنما تھا، این۔ آئی۔ بخارن۔ اس کا نام خوب جانا پہچانا ہے۔ لیکن جو بات آج کل جانی مانی نہیں وہ یہ ہے کہ وہ جدلیاتی مادیت اور سیاسی معیشت دونوں میں نظریہ توازن کو شامل کرنے اور منظم انداز سے اسے استعمال کرنے کا ذمہ دار تھا۔ وہ محنت کی لاگت کے نام نہاد قانون کی تشکیل میں معاون تھا جو کہ دراصل توازن کے زیادہ عمومی نظریے کی ٹھوس شکل تھی اور یہ خیال پروان چڑھاتی تھی کہ قدر کے قانون کا عمل سوشلسٹ معیشت میں نگراں حیثیت رکھتا ہے۔ اس بات سے بے پرواہ ہو کر کہ طریقۂ پیداوار کیا ہے، محنت کی لاگت کا قانون، توازن کے مندرجہ بالا مفروضے کو محنت کے عمومی تبادلے کے معاملے میں معروضی بناتا ہے۔ منڈی کی معیشتوں (مارکیٹ اکنامی) میں قدر کا قانون، جو کہ مساوی اجناس کے تبادلے کا قانون ہے، وہی محنت کی لاگت کے قانون کے طور پر اپنا اظہار کرتا ہے۔ بخارن کے مطابق، مساوی اجناس کے تبادلے کا قانون سوشلزم میں اپنی "برہنہ" شکل میں ظاہر ہوتا ہے، اپنی جادوئی

(Fetishist) شکل سے نکل کر، جو کہ سرمایہ داری کی مارکیٹ اکنامی میں اس کے لیے دائمی ہے۔ لیکن مؤخرالذکر درحقیقت خالصتا ایک رسمی بیان ہے۔ محنت کی لاگت کے قانون کو سوشلزم میں قدر کے قانون کے اظہار کے طور پر، مؤثر انداز سے، فروغ دیا جاتا ہے۔ سیاسی معیشت میں یہ خیالات، جیسا کہ ہم اس مطالعے کے دوران دیکھیں گے، اصلی نہیں تھے اور بنیادی طور پر انیسویں صدی میں تشکیل ہونے والی سرمایہ دارانہ فلسفیانہ اور معاشی فکر میں اپنی گہری جڑیں رکھتے تھے۔

وہ بات جو 1930ء کی دہائی میں اچھی طرح جانی پہچانی تھی اور آج کم لوگ اسے جانتے ہیں، وہ یہ ہے کہ بخارن نے ان خیالات کو اے۔ اے۔ بوگدانوف کے زیرِ اثر ترقی دی۔ بخارن اور انیسویں صدی کے دوسرے معیشت دانوں پر بوگدانوف کا اثر ورسوخ اور اس اثر کو مابعد اسٹالن دور میں کسی طرح فروغ دیا گیا، اس سے بحث ذیل میں کی جائے گی۔ مارکسی لیننی حلقے میں بوگدانوف اکثر اس حقیقت کی وجہ سے جانا پہچانا جاتا ہے کہ لینن نے اپنی کلاسیکی تصنیف "مادیت اور تجربی تنقید" میں ان فلسفیانہ بنیادوں کا پردہ فاش کیا تھا جنہیں تجربی وحدت (Empriomonism) کی تین جلدوں میں تشکیل دیا گیا تھا۔ تجربی وحدت ایک ایسا فلسفیانہ رجحان تھا جس کی وکالت رچرڈ ایویناریس اور بعد میں ارنسٹ ماخ نے کی۔ یہ ثبوتیت پسندی (Positivism) کی ایسی شکل تھی جس کی خاصیت مضبوط موضوعیت پسندی (Subjectivism) اور مثالیت پسندی (Idealism) تھی۔ تجربی تنقید کے اثر میں بوگدانوف نے تجربی وحدت کے خیالات تشکیل دیے جس کے ذریعے کلاسیکی انفرادی موضوعیت پسندی کو نام نہاد اجتماعی شعور سے بدل دیا گیا۔ ایسا کرتے ہوئے بوگدانوف نے

ایوینا ریس اور ارنسٹ ماخ کی اس کاوش پر زور دیا جس کے ذریعے انہوں نے ایسے فلسفے کی تشکیل کی کوشش کی جو مبینہ طور پر مادیت پسندی اور مثالیت پسندی پر قابو پاتا ہے۔ یہی بوگدانوف کے شہہ پارے "ٹیکٹالوجی (Tektology)" کی فلسفیانہ بنیاد ہے[iii]۔ مؤخر الذکر کو دو جلدوں میں لکھا گیا تھا اور یہ تنظیم (Organization) کے عمومی تصور کا احاطہ کرتی ہے جو کہ تاریخی مادیت، جدلیاتی مادیت کو بدلتے ہوئے، دوسری چیزوں کے علاوہ، منظم معاشروں کی سیاسی معیشت کے مسائل، جیسا کہ سوشلزم اور کمیونزم، کا حل پیش کرتی ہے۔ لینن نے بوگدانوف کی جانب سے ایسے نظامِ فکر کی تخلیق پر اصرار کے خطرے کی پیش بینی کر لی تھی جو کہ مبینہ طور پر مارکس ازم کو مکمل طور پر پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ لینن نے بہت پہلے سے بوگدانوف کے کام کے مطالعے کو سنجیدگی سے لیا تھا:

"میں اس وقت سے فلسفے پر بوگدانوف کی تحریروں کا مطالعہ کر رہا ہوں جب اس نے اپنی توانائیت پرست (Energicist) کتاب، "فطرت کا تاریخی نظریہ" لکھی تھی جسے میں نے سائبیریا میں اپنے قیام کے دوران پڑھا تھا۔۔۔ جب ہم ساتھ کام کرتے تھے تو میں اور پلیخانوف اکثر بوگدانوف پر بحث کرتے تھے۔ پلیخانوف نے بوگدانوف کے نظریے کے مغالطے کی مجھ سے وضاحت کی تھی لیکن وہ اس انحراف کو خطرناک حد تک سنجیدہ نہیں سمجھتا تھا۔ بوگدانوف نے 1906ء کے آغاز میں جیل میں ایک اور تحریر لکھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تجربی وحدت کی تیسری جلد تھی۔ تب مجھ پر یہ ہمیشہ سے زیادہ واضح ہو گیا کہ وہ بالکل غلط راستے پر جا رہا تھا، مارکسی راستے پر نہیں۔ (وی۔ آئی۔ لینن: "اے۔ ایم۔ گورکی

کے نام خط"، فروری 25، 1908، مجموعہ تصانیف، فارن لینگوئج پبلشنگ ہاؤس، ماسکو، 1972، جلد۔13، صفحہ 449۔)

بوگدانوف کے ہاتھوں مارکس ازم کی ترمیم کو بے نقاب کرنے پر لینن کا اصرار "مادیت اور تجربی تنقید" سے زیادہ آگے جاتا ہے اور فلسفے کے علاوہ بشریات (Humanities) کے دیگر شعبوں سے بھی تعلق رکھتا ہے، صرف اس کے نظریات کے سیاسی مضمرات سے ہی نہیں۔ ہم لینن کی تصنیفات میں بوگدانوف کی تنقید کو، لوناچارسکی اور بازاروف کے ساتھ ،جو خود بھی تجربی وحدانیت کے زیر اثر تھے، مختلف شعبوں میں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ نظریاتی اہمیت اور بوگدانوف کے وہ نظریات جن کی وہ 1920ء کی دہائی میں سوویت یونین میں بشریات کے شعبوں میں وکالت کرتا تھا، ان کا باہمی تعلق 1930ء کی دہائی میں فلسفیوں اور معیشت دانوں میں جانا پہچانا تھا لیکن بد قسمتی سے اسے جنگ کے بعد کے زمانے میں یا تو بھلا دیا گیا یا نظر انداز کیا گیا۔ بوگدانوف اور نظریہ توازن کو اور دائیں بازو کی ترمیم پسندی ان سے کس طرح متاثر ہوئی، یہ بات بے نقاب کرنے میں اے۔ وی۔ شیگلوف کی زبردست تصنیف "مارکس ازم میں بوگدانوف کی ترمیم کے خلاف لینن کی جدوجہد"، جو 1937ء میں شائع ہوئی، ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے[iv]۔ اپنی تصنیف میں شیگلوف نے ایک جانب تجربی تنقید پر مبنی فلسفیانہ دعووں اور بوگدانوف کی تصنیف "ٹیکٹالوجی" میں تشکیل دیے گئے تنظیمی اصولوں کے درمیان ربط کو زبردست انداز سے ثابت کیا۔ اور دوسری جانب، اس نے نظریہ توازن ، جو کہ بوگدانوف کی "ٹیکٹالوجی" کے تنظیمی

اصولوں کا بنیادی حصہ ہے، اور قدر کے قانون کے درمیان دائیں بازو کے نظریات میں موجود ربط کو ثابت کیا۔

سوشلزم کی سیاسی معیشت کو، عمومی سیاسی معیشت کا وہ حصہ جسے 1920ء کی دہائی میں بوگدانوف اور بخارن کے، پریوبراژنسکی اور کون جیسے ٹراٹسکائیوں کے، روبن جیسے خیال پرستوں کے، چایانوف جیسے پیٹی بورژوا کسانوں کے نمائندوں کے، کاندریتیف، جو، توگانوف اور بارانوفسکی جیسوں کے اثر میں پروان چڑھا، اس کے، بازاروف اور گرومان، اور ایسے کئی منشویکوں کے نظریات کے مضبوط اثرات کے خلاف بڑی مشکل سے تشکیل دیا جارہا تھا۔ 1920ء کی دہائی کے معاشی مباحث کئی وجوہات کی بناء پر پیچیدہ ہیں۔ ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ کئی سال تک اصطفائیت (Eclecticism) کو عوامی سطح پر فروغ اور ترقی کی اجازت ملتی رہی۔ مارکسی معیشت کو "ترقی" دینے، مکمل کرنے یا اس سے آگے بڑھنے کی بہت سی کوششیں ان دلائل کی بنیاد پر کی گئیں جو ما قبل مارکس تھے اور جو، جیسا کہ آگے ذکر ہوگا، ما قبل اجارہ دار سرمایہ داری کی معاشی فکر سے مطابقت رکھتے تھے۔ مجموعی طور پر یہ کم و بیش واضح سرمایہ دارانہ فکر کے عناصر کے مرکب پر مبنی تھے جو میکانیت پسندی (Mechanicism) اور مثالیت پسندی کے مرکب کے منہاجی/طریقیاتی (Methodological) نقائص پر مشتمل تھا۔ جب ہم سیاسی معیشت میں میکانیت پسندی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو عام طور پر اس سے مراد فطرتی سائنسوں کی طریقیت کی معاشی مسائل کے غور و خوص کے لیے منتقلی ہوتی ہے۔ یہ رجحان نئے کلاسیکی معیشت دانوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ ہم اس پس منظر میں میکانیت پسندی کے جوہر پر مزید تفصیل سے اس

وقت بحث کریں گے جب نظریہ توازن کے جوہر اوراس کے سرمایہ دارانہ ماخذ پر غور کیا جائے گا۔

بین الاقوامی سطح پر سرمایہ داروں نے اور سامراجی معیشت کے نظریہ دانوں نے بخارن اوراس کے مقلدین سے اپنی امیدیں وابستہ کررکھی تھیں تاکہ وہ سیاسی معیشت کے شعبے میں مارکس ازم-لینن ازم کی پیش قدمی کو روک سکیں۔ نام نہاد "اسٹالن ازم" یا اذعانی/عقیدہ پرست (Dogmatist) مارکس ازم کے سرمایہ دارانہ ناقدین کے نزدیک بخارن کی جانب سے سرمایہ دارانہ نظریہ توازن کی تعریف خصوصی قدروقیمت کی حامل ہے۔

"جوان بخارن کے سوا، سوویت معیشت دانوں نے توازن کے تجزیے میں حالیہ متعارف کرائی گئی تنقید اوردوررس تبدیلیوں سے خود کو بے اثر ثابت کیا ہے؛ سوویت روس میں اس "سرمایہ دارانہ" تصور کا جو علم موجود ہے وہ ٹکڑوں میں، فرسودہ، دوسرے درجے کا اور مسخ شدہ ہے۔ یہ شرمناک بات ہے۔" (ای۔ ایم۔ چسودوفسکی، دی ریویو آف اکنامک اسٹڈیز، جلد6، نمبر2، (فروری1939)، صفحہ 128)۔

اس حوالے میں چسودوفسکی نظریہ توازن کی ترقی کی جانب اشارہ کرتا ہے اوراس جانب کہ موخرالذکر کو، جامد غور فکر کی بنیاد پر سادہ لوح تشکیلات سے الگ ہو کر، کس طرح "بہتر" بنایا گیا۔ سرمایہ دارانہ معیشت دانوں نے بخارن کے اصلی پن (Originality) کی کمی کو بھی اس حد تک سراہا کہ انہوں نے سوویت یونین میں توازن کے نام نہاد نظریات کی تقلیل (بے وقعتی) کی[v]۔ اس معاملے سے ذیل میں نپٹا جائے گا جب مابعد نوآبادیاتی

معیشت دانوں کے نظریہ توازن کا جائزہ لیا جائے گا اور اس بات کا کہ جامد توازن کے تصورات کس طرح زیادہ ریاضیاتی متغیر توازن کے تصورات میں بدلے اور کس طرح یہ اپنے ارتقاء کے باوجود اپنی بنیاد میں ہنوز میکانیکی رہتے ہیں۔ اس سے ہمارا مقصد اس بات کی صراحت کرنا ہو گا کہ معیشت[vi] میں بوگدانوف اور بخارن کا نظریہ توازن بنیادی طور پر ان سرمایہ دارانہ معیشت دانوں سے ادھار لیا گیا تھا جو توازن کے عمومی نظریات کی ترقی کے لیے طویل عرصے سے کام کر رہے ہیں۔ 1930ء کی دہائی میں مارکس ازم-لینن ازم کے پیروکاروں نے بخارن کے معاشی نظریات کے سرمایہ دارانہ کردار اور اس کے ماخذ کا گہرا تجزیہ فراہم کیا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب اس چیز کی بنیادیں ڈالی گئیں جسے آج کل ہم سوشلزم کی سیاسی معیشت کے طور پر جانتے ہیں اگرچہ اسٹالن کی تصنیف "سوویت یونین میں سوشلزم کے مسائل" کے سامنے آنے تک ہم یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ یہ سیاسی معیشت کا خوب ترقی یافتہ باب تھی۔ یہ بنیادیں بخارن کی معاشی فکر کے سرمایہ دارانہ خیالات کو بے نقاب کرنے کے ساتھ ساتھ ڈالی گئیں۔ سرمایہ دارانہ نظریہ دانوں نے جبلی طور پر بخارن کے معاشی نظریے کی اپنے نکتہ نظر سے تعریف کی اور وہ اس بارے میں ہونے والی نظریاتی جدوجہد سے آگاہ تھے۔ چسودوفسکی چند جملوں میں بخارن کے نظریہ توازن پر "اسٹالنسٹ" خیالات کا خلاصہ پیش کرتا ہے:

"یہ کہا جاتا تھا کہ توازن کے موضوع پر بخارن کی تعلیمات اس کی معاشی فکر کی فلسفیانہ بنیاد سے مکمل مطابقت رکھتی تھیں۔ حالانکہ یہ تغیر پر مبنی تھیں لیکن یہ روحانی طور پر ایک تجریدی "متحرک توازن" سے مشابہہ تھیں اور اس لیے مشکوک طور پر سرمایہ دارانہ

مبتدل (Modified) اعداد و شمار اور "بیہودہ" کمیتی ارتقائیت پر۔" (ای۔ ایم۔ چسودوفسکی، ایضا، صفحہ 130)

اپنی تصنیفات میں اسٹالن شاذونادر ہی بوگدانوف کا ذکر کرتا ہے حالانکہ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ مارکسزم کی ترمیم کے خلاف نظریاتی جدوجہد ناگزیر طور پر سوویت بشریاتی سائنسوں پر عمومی طور پر اور سیاسی معیشت پر خصوصی طور پر بوگدانوف کی تنظیمی سائنس کے اثر کو بے نقاب کرنے کی راہ پر لے جاتی ہے۔ ہمارے پاس یہ یقین کرنے کی ہر وجہ موجود ہے کہ لینن کی طرح اسٹالن نے بھی اس حقیقت کے باوجود بوگدانوف کے اثر کو اور نئے بوگدانوف پرستوں کی فکر کو نہایت سنجیدگی سے لیا کہ اس کی تصنیفات میں اس مصنف کے حوالے بہت ہی کم ہیں۔ نئے بوگدانوف پرستوں کے حوالے سے اسٹالن کے خدشے کا سب سے اہم ثبوت اس کی تصنیف "سوویت یونین میں سوشلزم کے معاشی مسائل" ہے جو بوگدانوف کے انتقال کے تقریبا 25 سال بعد لکھی گئی تھی۔ یاروشینکو کی غلطیوں سے متعلق کتاب کے حصے میں بوگدانوف کا ذکر تین بار آتا ہے۔ اسٹالن یاروشینکو کی فکر کو اس دلیل کی بنیاد پر درست نہیں سمجھتا تھا کہ سوشلزم میں پیداواری قوتوں اور پیداواری رشتوں کے درمیان تعلق سے اس کا برتاؤ مارکسی نہیں تھا۔ پیداواری قوتوں کے کردار کو بڑھا چڑھا کر اور اسے مطلق بنا کر پیداواری رشتوں کو موثر طور پر پیداواری قوتوں کے حصے کے طور پر برتا گیا تھا۔ اس کا محرک یہ نکتہ نظر تھا کہ طبقاتی تضادات کے غائب ہو جانے سے پیداواری قوتوں اور پیداواری رشتوں کے درمیان تضادات بھی ختم ہو گئے ہیں۔ چنانچہ، سیاسی معیشت کا بنیادی فریضہ پیداواری رشتوں کے مطالعے سے

تبدیل ہو کر پیداواری قوتوں کے سوال پر، پیداواری قوتوں کی عقلی (Rational) تنظیم کاری کے سوال پر آ گیا ہے۔ سو، اس کا بوگدانوف کی شہہ پارہ تصنیف، ٹیکٹالوجی، یعنی تنظیم کاری کی سائنس سے، براہ راست ربط تھا:

"اگر ہم کامریڈ یاروشینکو کی پیروی کرتے تو، لہذا، ہمیں جو حاصل ہوتا وہ مارکسی سیاسی معیشت کے بجائے بوگدانوف کی "عالمی تنظیمی سائنس" کی نوعیت کی کوئی چیز ہوتی۔ (جے۔ وی۔ اسٹالن، 'سوویت یونین میں سوشلزم کے معاشی مسائل'، فارن لینگویج پریس، پیکنگ 1972، صفحہ 65۔)

یاروشینکو کے خیالات پر کی گئی تنقید بوگدانوف کے ساتھ ان کے رشتے کو بے نقاب کرنے تک محدود نہیں ہے۔ اسٹالن صاف طور پر یاروشینکو کے بخارن کے ساتھ اس رشتے کی نشاندہی کرتا ہے جو سوشلزم میں سیاسی معیشت کی معروضی ضرورت کے انکار پر مشتمل ہے، اس حقیقت کی وجہ سے کہ موخر الذکر (سوشلزم کی سیاسی معیشت) کے بارے میں سمجھا جاتا ہے کہ یہ مخالفانہ تضاد کے ماتحت نہیں ہوتی۔ اس مشابہت کو ثابت کرنے کے لیے اسٹالن بخارن کی کتاب "عبوری دور کی معیشت" پر لینن کے مشہور تبصرے کو سامنے لاتا ہے جس کے ذریعے بخارن کے ان دلائل کو ہمیشہ کے لیے غلط ثابت کر دیا گیا تھا کہ سوشلزم میں سیاسی معیشت کی ضرورت نہیں ہے اور یہ کہ مؤخر الذکر (سوشلزم) کا مقصد منڈی کی معیشت (مارکیٹ اکنامی) کا مطالعہ کرنا ہے۔ درحقیقت بخارن نے 1920ء کی دہائی میں اس واضح غلطی پر اصرار نہیں کیا تھا حالانکہ بنیادی طور پر وہ نظریہ توازن کی اور بوگدانوف کے تنظیمی اصولوں کی وکالت کرتا رہا اور انہیں بہتر بناتا رہا۔ یاروشینکو اور اس کے ساتھ جدید

ترمیم پسندی نے سوشلزم میں سیاسی معیشت کی ضرورت سے کبھی واضح طور پر انکار نہیں کیا۔ تاہم، 1920ء کی دہائی میں دائیں بازو کی حزبِ اختلاف کے نظریات کا مرکزی موضوع یہی تھا جسے بعد از جنگ (دوسری عالمی جنگ) کے زمانے میں فروغ دیا گیا۔ بوگدانوف اور بخارن کے انداز میں پیش کرنے کے بجائے اسے مارکسی طرز تحریر کے ساتھ مطابقت میں ڈھال کر بہتر سے بہتر شکلوں میں پیش کیا گیا۔ اسٹالن یہ استدلال کرتا ہے کہ بنیادی طور پر بوگدانوف کی تنظیمی سائنس کا احیاء کرکے یاروشینکو بخارن اور اس کے ساتھ مرکزی دھارے کی ترمیم پسندی کے نقشِ قدم پر چل رہا تھا۔ اسٹالن اس بحث کو تازہ کرتا ہے جسے عرصہ پہلے سوویت ادب میں بھلا دیا گیا تھا، یعنی دائیں بازو کی حزبِ اختلاف کے خلاف وہ نظریاتی جدوجہد جس کی عکاسی 1920ء کی دہائی کے اواخر میں اہم سوویت جریدوں میں ہوئی تھی اور جو 1930ء کی دہائی میں زیادہ بہتر اور پختہ شکل اختیار کرگئی تھی[vii]۔ بوگدانوف اور بخارن کو سامنے لاکر، اسٹالن کہتا ہے: دیکھو یہ ہمیں واپس مل گئے! اس کی کوشش تھی کہ وہ بوگدانوف ازم اور بخارن ازم کے مضبوط عناصر کی بظاہر غیر دانستہ اور بے ساختہ بحالی سے قارئین کو آگاہ کرکے سوویت فلسفیوں اور معیشت دانوں کی رہنمائی کرسکے۔

اس لحاظ سے نظریہ توازن کے خلاف اسٹالن کی جدوجہد زرعی اجتماع کاری کے خلاف بخارن کی مزاحمت کو غلط ثابت کرنے کے دور سے جاری تھی اور 1920ء کی دہائی میں یہ اپنے نکتۂِ عروج کو پہنچی۔ شیگلوف کی کتاب اسے نمایاں کرتی ہے جس میں اسٹالن کا مشہور خطاب "سوویت یونین میں زرعی پالیسی کے سوالوں کے متعلق" شامل ہے:

"آپ یقیناً واقف ہیں کہ ہماری قومی معیشت کے شعبوں کے درمیان "توازن" کا نام نہاد نظریہ اب تک کمیونسٹوں میں جاری ہے۔ یہ نظریہ یقیناً مارکس ازم کے ساتھ کوئی قدر مشترک نہیں رکھتا۔ تاہم، یہ ایک ایسا نظریہ ہے جسے دائیں بازو کے منحرفوں کے کیمپ کے بہت سے لوگ پھیلا رہے ہیں۔

"اس بات کا ادراک کرنا مشکل نہیں کہ یہ نظریہ لینن ازم سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ یہ احساس کرنا مشکل نہیں کہ، معروضی طور پر، اس نظریے کا مقصد انفرادی کسان کاشتکاری کے نکتہ نظر کا دفاع کرنا، امیر کسانوں کو مشترکہ کھیتوں کے خلاف ان کی جدوجہد میں ایک "نیا" نظریاتی ہتھیار فراہم کرنا اور مشترکہ کھیتوں کو بدنام ورسوا کرنا ہے۔

"تاہم، ہماری پریس میں یہ نظریہ اب بھی جاری ہے۔ اور یہ بات نہیں کہی جا سکتی کہ ہمارے نظریہ دانوں نے اسے کچل کر مسترد کرنا تو دور اسے سنجیدگی سے جھڑکا بھی ہے۔ اس ناموزونیت کی وضاحت ہماری نظریاتی فکر کی پسماندگی کے سوا اور کس بات سے کی جا سکتی ہے؟" (جے۔ وی۔ اسٹالن، لینن ازم کے مسائل، فارن لینگویجز پریس، پیکنگ، 1976، صفحات 450-449۔)

اس موقع پر یہ بیان کرنا اہم ہے کہ اس تصنیف میں اسٹالن اس چیز سے نپٹ رہا ہے جسے ہم اس لفظ کے محدود معنی میں نظریہ توازن کہتے ہیں، اس کے برعکس جو کہ نظریہ توازن کے وسیع تر معنی ہیں۔ یہاں بنیادی طور پر مؤخر الذکر زیر بحث ہے۔ جب ہم ان معنی میں نظریہ توازن کا حوالہ دیتے ہیں تو اس سے ہمارا مفہوم عبوری دور میں سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ معاشی نظاموں کے درمیان ایک دوسرے کے ساتھ موجود رہنے کا امکان ہوتا ہے۔ اس

میں یہ بات مضمر ہے کہ معاشی توازن کا احترام کرتے ہوئے سوشلزم اور سرمایہ داری کے معاشی نظاموں کے اصولوں میں جنس اور پیسے کے درمیان تعلقات سوشلسٹ شعبے کو بالادست بنا دیں گے اور سرمایہ دارانہ شعبہ بالآخر متروک ہو جائے گا۔ اسٹالن نے یقیناً اس ردِ مارکسی خیال کو بے نقاب کیا؛ لیکن نظریہ توازن کے عمومی معنی میں وہ اس سے پیدا ہونے والے مضمرات کی وسعت کی نشاندہی کرتے ہوئے بہت آگے تک گیا۔ مابعد جنگ کے دور کے معیشت دان نظریہ توازن کے خلاف اسٹالن کی جدوجہد سے اس کے محدود معنی میں کافی حد تک آگاہ تھے لیکن وہ اسے ماضی کی بات سمجھتے تھے، ایک ایسی بات جس کا تعلق بخارن کی فکر کی انفرادیت سے یا اس دور کی دائیں بازو کی حزبِ اختلاف کی خاصیت سے تھا۔ اس تنقید کو وسیع تر تناظر میں پیش نہیں کیا گیا جیسا کہ شیگلوف نے اپنی کتاب میں کیا اور جیسا کہ بعد میں اسٹالن نے اسے اپنی تصنیف "سوویت یونین میں سوشلزم کے معاشی مسائل" میں کیا۔

نمایاں معیشت دانوں کی اس منظر کو دیکھنے کی نااہلی یا اس میں عدم دلچسپی کو 1950ء کے اوائلی ادب میں مزید اچھی طرح دیکھا جا سکتا ہے۔ "سوویت یونین میں سوشلزم کے معاشی مسائل" کی اشاعت اور اسٹالن کے انتقال کے آس پاس وہ دور ہے جس میں سوویت یونین کے نمایاں معیشت دان اور فلسفی خود تنقیدیت کی ایک وسیع مہم میں مشغول تھے۔ یہ صاف ظاہر تھا کہ سیاست معیشت کے میدان میں ردِ مارکسی خیالات کی اشاعت اور تقسیم نمایاں نظریہ دانوں کی رضامندی کے بغیر نہیں کی جا سکتی تھی۔ اسٹالن کی تنقید کے بعد ہی یہ بحث شروع ہوئی اور نمایاں نظریہ دانوں نے اپنی خامی کو تسلیم کیا۔ تاہم، اس امر کے

علاوہ کہ خود تنقیدیت کی یہ مہم مؤثر طور پر اسٹالن کے انتقال کے ساتھ ہی ختم ہو گئی یہ بات سمجھنا خاص طور پر اہم ہے کہ خود تنقیدیت اور اسٹالن کی آخری تصنیف کی تعریف کو ، بنیادی طور پر، دوہرائے جانے تک محدود کر دیا گیا اور اس کے ذریعے بشریاتی سائنسوں کے شعبے میں دائیں بازو کے انحراف کی وسیع پیمانے پر بحالی کی وجوہات سے نہیں نپٹا گیا[viii]۔ اور یہ اس امر کے باوجود ہوا کہ اسٹالن نے اپنی آخری تصنیف میں واضح انداز سے بخارن اور بوگدانوف کا ذکر کیا تھا۔ صرف یہی بات یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ خود تنقیدیت حقیقی اور بنیادی نہیں تھی اور بدقسمتی سے اس بات کی تصدیق اسٹالن کے انتقال کے بعد ہونے والے تاریخی واقعات نے بھی کر دی۔ اس کی مزید تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ ووزنیسینسکی کی جانب سے قدر کے قانون کو سوشلزم کا نگران اور ریاست کے کردار کے تخمینے میں رضاکاریت کے اصول کو دوبارہ بحال کرنے کی کوشش پر محض مختصر اور سطحی تنقید کی گئی۔ جیسا کہ ہم آگے بحث کریں گے، ووزنیسینسکی کی کتاب "حب الوطنی کی جنگ میں سوویت یونین کی جنگی معیشت" جو 1947ء میں شائع ہوئی تھی اس نے جدید ترمیم پسندی اور بوگدانوف / بخارن کی جانب سے مارکس ازم کی ترمیم کے درمیان تعلق کو ثابت کیا تھا۔ بدقسمتی سے، چند غلطیاں جن کی نشاندہی اسٹالن نے اپنی تصنیف میں کی تھی وہ قدر کے قانون اور سوشلزم میں معاشی قوانین کے معروضی کردار کے حوالے سے ووزنیسینسکی کی غلطیوں سے براہ راست تعلق رکھتی تھیں۔ اسٹالن کی تصنیف "معاشی مسائل" اس شعبے میں تنقید اور خود تنقیدیت کی کمی اور ووزنیسینسکی کے انحراف کے جوہر اور مبداء (Genesis) کو بے نقاب کرنے میں نااہلی یا عدم دلچسپی کے نتیجے میں سامنے آتی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ صرف ان غلطیوں اورانحرافات کی نظریاتی جڑوں کی شناخت کے ذریعے ہی تنقید بنیادی اور حقیقی ہو سکتی ہے۔ اس کام کے لیے حقیقی ماخذات کی طرف لوٹنا ہو گا جو کہ سرمایہ دارانہ ہیں اوراسی لیے ماقبل مارکس ہیں۔

مارکسی لیننی اور بہت سے سرمایہ دارانہ معیشت دانوں نے بھی جدید ترمیم پسندی کے معاشی نظریات کے اصولوں کا دہائیوں سے مطالعہ جاری رکھا ہے۔ لیکن جس چیز کا اچھی طرح مطالعہ نہیں کیا گیا وہ جدید ترمیم پسندی کے معاشی نظریات کا مبداء ہے اور یہ کہ یہ کس طرح ظہور میں آئے اور تاریخی طور پر پروان چڑھے۔ اس سوال کے جواب کی کنجی اسٹالن کی تصنیف "معاشی مسائل" میں ہے جسے حتیٰ کہ ان لوگوں کی جانب سے بھی بڑے پیمانے پر فروغ نہیں دیا گیا جو اس تصنیف کی قدر و قیمت کو تسلیم کرتے ہیں۔ جیسا کے ہم ذیل میں دیکھیں گے، سرمایہ دارانہ معیشت دانوں نے ان ملکوں کے معاشی ڈھانچے میں بنیادی تبدیلیوں کی نشاندہی مارکسی لیننی افراد سے بھی پہلے کی تھی۔ اتنا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی سرمایہ دارانہ معیشت دان ہی تھے جنہوں نے اپنے طور پر اس بات کا احساس کیا کہ جدید ترمیم پسندی کے نظریات اپنی گہرائی میں واقعی کوئی تخلیق نہیں تھے اور ماضی کے نظریات سے ان کا کسی قسم کا ربط تھا۔

مغربی اسکالروں نے متعدد ذرائع سے سوویت یونین میں بشریاتی سائنسوں میں ہونے والی مزاج کی تبدیلی کا احساس کر لیا تھا۔ سوویت یونین اور بیرونِ ملک موجود کمیونسٹ، دونوں نے مزاج کی اس تبدیلی کا فوری طور پر ادراک نہیں کیا۔ درحقیقت، سوویت کمیونسٹ پارٹی کی 20ویں کانگریس کی شروعات سے پہلے معاشی اصلاحات کا ایک سلسلہ چلا جو سیاسی

معیشت میں موجود متعدد نام نہاد عقیدوں پر وسیع پیمانے کی خفیہ تنقید کی پیروی میں کی گئی تھیں۔ یہ تبدیلیاں، اگرچہ انہیں لازمی طور پر ٹھیک طرح نہیں سمجھا گیا، ان لوگوں کی نظروں سے چھپی نہ رہ سکیں جو سوویت یونین میں ہونے والی ہر پیش رفت پر خوب نظر رکھتے تھے۔ ہمارے پاس ایسے سرمایہ دارانہ معیشت دانوں کے کئی بیانات ہیں جنہوں نے حکومت کے نظریاتی شعبے میں ہونے والی کیفیتی تبدیلی کو بدیہی طور پر بھانپ لیا:

"ہم عصر مبصرین اس سبک رفتاری پر ششدر تھے جس کے ساتھ سوویت اقتصادیات 1950ء کے اواخر میں اور 1960ء کے اوائل میں تبدیل ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس سے بالکل پہلے، تمام سوویت سماجی سائنس دانشوارنہ بانجھ پن کی ایک اسٹالنسٹ بنجر زمین دکھائی دیتی تھی اوراچانک، گویا عدم سے، معیشت دانوں، منتظموں اور ریاضی دانوں کے گروہ نمودار ہوئے اور انتظامی چھانٹی، اقتصادی اصلاحات اور، اگرچہ طویل عرصے سے رائج مارکسی نظریات سے دستبرداری نہیں، مگر ان کے از سرِ نو جائزے کی وکالت کرنے لگے۔" (پی۔ سٹیلا، 'سوویت یونین میں اقتصادی افکار اور اقتصادی اصلاحات'، کیمبرج رشین پیپر بیکس (نمبر۔5)، 1991، صفحہ 26)۔

بخارن ازم اور بوگدانوف ازم جنگ کے بعد کے دور میں پھر سے نمودار ہوگئے۔ یہ عمل پیچیدہ شکلوں میں ہوا اور خاص طور پر سوویت یونین میں یہ واضح نہیں تھا، چند مستثنیات کے سوا، جنہیں ہم بعد میں دیکھیں گے۔ محتاط تجزیہ یہ انکشاف کرتا ہے کہ ان نظریات کا یہ دوبارہ ظہور بشریاتی سائنسوں کے اہم شعبوں کا احاطہ کرتا ہے جن میں سماجیات، فلسفہ، سیاسی معیشت اور تاریخ وغیرہ شامل ہیں۔ بخارن ازم کا دوبار ظہور جدید ترمیم پسندی

کے معاشی ادب میں بہت دیر تک، پیرسترائیکا کے اختتام تک، بالکل بھی واضح انداز سے نہیں ہوا۔ یہ ان جگہوں میں سے ایک ہے جہاں جدید ترمیم پسندی نے خصوصیت کے ساتھ احتیاط برتی۔ نہ ہی نظریہ توازن کو اعلانیہ اختیار کیا گیا۔ تاہم، جدید ترمیم پسندی قدر کے قانون کو بحال کرنے کے لیے جو شکلیں اختیار کرتی ہے وہ کوئی اتفاق نہیں اور یہ شکلیں تاریخی طور پر بہت اچھی طرح متعین ذریعے سے ظہور میں آتی ہیں۔ مارکس ازم لینن ازم کے پیروکاروں نے اس ربط کی شناخت کرلی ہے۔ سطحی طور پر ہی سہی، لیکن سرمایہ دارانہ اسکالرز نے بھی اسے جان لیا ہے۔ سرمایہ دارانہ علمی ذرائع میں اس کی اچھی طرح دستاویز بندی کی گئی ہے۔

"یہ دریافت کرنا حیران کن ہے کہ بخارن کے 1928-1929ء کے اسٹالن مخالف پروگرام کے کتنے ہی خیالات کو موجودہ مصلحین نے اپنے خیالات کے طور پر اپنا لیا ہے اور ماضی کے اعمال پر ان کی تنقید کس قدر اس کے اعتراضات اور پیش گوئیوں کی پیروی کرتی ہے، حتی کہ ان کے طرزِ اظہار کے معاملے میں بھی۔" (ایم۔ لیون، 'سوویت اقتصادی مباحثے میں سیاسی زیریں دھارے'، پرنسٹن یونیورسٹی پریس، نیو جرسی، 1974، صفحہ 13)۔

بوگدانوف کو دو پہلوؤں سے مغرب میں کافی عرصے سے پڑھا جا رہا ہے۔ بخارن کے ساتھ، بوگدانوف کو بھی کئی سرمایہ دارانہ عالموں نے "غیر اسٹالنسٹ" فکر کے نمایاں نمائندے کے طور پر شناخت کیا ہے۔ بشریاتی سائنسوں میں "اسٹالن ازم" کے سوال پر ان کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ صرف وہی نہیں ہیں جنہیں مغرب میں سراہا گیا ہے۔ مغربی

اسکالروں نے 1920ء کے نظریاتی مباحثوں کا مطالعہ بہت دلچسپی اور قدردانی سے کیا ہے اور وہ "اسٹالنی انقلاب" کو سوویت یونین میں دانشورانہ آزادی کے اختتام کے طور پر دیکھتے ہیں۔ تمام مصنفوں میں بوگدانوف ان کے نزدیک سب سے زیادہ دلچسپی کا باعث رہا ہے۔ اس کا تعلق اس کی تصنیف 'ٹیکٹالوجی' سے ہے۔ کچھ سرمایہ دارانہ عالم اب یہ سمجھتے ہیں کہ بوگدانوف کی یہ کتاب سائبرنٹکس اور جنرل سسٹم تھیوری کے جدید نظریات کی نقیب ہے۔[ix] مغرب میں بوگدانوف میں دلچسپی کو موجود روس کے سرمایہ دارانہ نظریہ دانوں کی دلچسپی نے ماند کر دیا ہے۔ یہ عمل 1980ء کی دہائی میں دائیں بازو کے کئی نظریہ دانوں کی بحالی سے بھڑکا۔ یہ ایک ایسا مظہر ہے جو آج کے روس میں موجودہ پیٹی بورژوا نظریہ دانوں کے دو مخالف رجحانوں کا گواہ ہے: 'بین الاقوامی بوگدانوف انسٹیٹیوٹ' کی تخلیق ایک ایسی مثال ہے جس میں روس کے پیٹی بورژوا طبقے کی اپنی پیڑھی سے عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔

"مارکس ازم اور نظریہ توازن کے درمیان تعلق کا مسئلہ بذات خود دلچسپ ہے اور سوویت معیشت کے لیے اس کی زبردست اہمیت ہے۔ چنانچہ، توازن کا ماڈل ریاضیاتی معیشت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی لیے، مارکس ازم اور نظریہ توازن کے درمیان تعلق مارکس ازم کی ریاضیاتی معیشت اور تمام مغربی معیشت کے ساتھ مطابقت کے سوال پر بہت بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ نظریہ توازن کا معروضیت کے ساتھ مطالعہ فرد کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ بوگدانوف کے نظامِ فکر کا اور 1920ء کی دہائی کی تمام سوویت معیشت کا زیادہ گہرائی سے تجزیہ کر سکے۔" (اے۔اے۔ بیلخ، 'بوگدانوف کا نظریہ توازن اور 1920ء کی معاشی بحث'، سوویت اسٹڈیز: 1990ء، جلد 42، شمارہ 3، صفحہ 571)۔

مابعد اسٹالن دور میں بوگدانوف کی بحالی کو سرکاری سطح پر کبھی تسلیم نہیں کیا گیا اور ہمیشہ اسے اس کی فکر پر جزوی تنقید کر کے چھپایا گیا۔ لیننی فلسفہ، جو تجربی تنقید کی فلسفیانہ بنیادوں کی مذمت ہمیشہ بوگدانوف کی مارکس ازم میں ترمیم کے نکتہ آغاز کی حیثیت سے کرتا ہے، اسے رسمی طور پر تسلیم کیے جانے کی وجہ سے یہ معاملہ اس کے برعکس ہو بھی نہیں سکتا تھا۔ بوگدانوف کی جانب بڑھتا ہوا مثبت رویہ خصوصاً بریزنیف کے ماتحت مزید واضح ہو گیا اور مغرب میں سوویت فکر کی جانچ پڑتال کرنے والوں نے اسے پہچان لیا۔ مغربی اسکالرز، وی۔ آئی۔ سینوفونتوف کی جانب سے لکھے جانے والے ایک پمفلٹ کا حوالہ ایسے ماخذ کے طور پر دیتے ہیں جو سوویت یونین میں مزاج کی اس تبدیلی کا اشارہ دیتا ہے:

"بوگدانوف کے خیالات کی یکطرفہ منفی تنقید ماضی کی بات ہے۔ ایسی بہت سی تصانیف شائع ہوئی ہیں جو اس کے کام کی مثبت اہمیت کی طرف دھیان دلاتی ہیں جو سائنسی نظام کے عمومی نظریے کی تشکیل اور اس کی ثبوتیت کے لیے وقف تھا یعنی عمومی تنظیمی سائنس (ٹیکٹالوجی) جس نے سائبرنٹکس اور سسٹمز تھیوری کے بعض پہلوؤں کی پیش بینی کی۔' (وی۔ آئی۔ سینوفونتوف، '1920ء کی سوویت فلسفیانہ سائنس میں لینن کے خیالات" (لینن گراڈ یونیورسٹی پبلشنگ ہاؤس، لینن گراڈ 1975ء، صفحہ 18، روسی سے ترجمہ شدہ)۔

سوویت یونین کے سرکاری ترمیم پسند نظریہ دانوں نے بوگدانوف کو بحال کرنے کی جو کوششیں کیں انہوں نے مختلف شکلیں اختیار کیں۔ سوویت ادب میں ایک شخص کو مختلف قسم کے بیانات مل سکتے ہیں۔ ایسے بیانات بھی جن میں ٹیکٹالوجی کی سراسر مذمت ایک ایسی کوشش کی حیثیت سے کی گئی ہے جو فلسفے کی ضرورت سے انکار کرتی ہے اور تجربی تنقید کا براہِ

راست تسلسل ہے، جو دنیا کا موضوعی عینیت پسند تصور ہے اور ایسے بیانات بھی جن میں پیچیدہ نظاموں کی تھیوری، سائبرنٹکس، پیداواری انتظام کاری کی تھیوری وغیرہ کی ترقی میں بوگدانوف کے تنظیمی اصولوں کا دفاع کیا گیا ہے۔ جس نکتہ نظر کو 1970ء کی دہائی میں کم وبیش تسلیم کر لیا گیا وہ یہ تھا کہ ٹیکٹالوجی تجربی تنقید کے ان فلسفیانہ بیانات کے حوالے سے ترقی پسندانہ اہمیت رکھتی ہے جن کی لینن نے گہرائی سے چھان بین کی تھی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ بوگدانوف کی عبوری تصنیف "زندگی کے تجربے کا فلسفہ" اس کی فکر کے ایک ایسے مثبت ارتقاء کی نمائندگی کرتی ہے جو اسے موضوعی عینیت پرستی سے دور لے جاتا ہے، جو "غیر ارادی" مادیت پسندی اور جدلیات کے بے اختیار استعمال میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ اس بیان کے حق میں جو دلیل دی جاتی ہے وہ اس امر پر مبنی ہے کہ بوگدانوف تنظیمی اصولوں اور قوانین کا جو تصور متعارف کرتا ہے وہ انسانی شعور سے آزاد ہیں اور وہ انسانی تجربے کو اجتماعی تجربے کا اظہار سمجھتا ہے۔ اس پر آگے کچھ تفصیل سے گفتگو ہو گی۔ اس قسم کا تجزیہ مارکس سے پہلے کے فلسفیوں کے مطالعے میں عام ہے۔ مارکس ازم لینن ازم کی کلاسیکی تصنیفات نے مارکس سے پہلے کے مفکروں کے فلسفے میں مثبت عناصر کی ہمیشہ تعریف کی اور ان میں جدلیات یا منظم مادیت پسندی کی غیر شعوری کوششوں کا عمل دیکھا۔ تاہم، مارکس ازم لینن ازم کی کلاسیکی تصنیفات کبھی بھی مخصوص نظریاتی شکلوں کو ان کی تہہ میں موجود ان طبقاتی قوتوں سے منسوب کرنے سے نہیں چوکیں جو سماج میں کارفرما ہوتی ہیں اور مفکر جن کا نمائندہ ہوتا ہے۔ جدلیات کی ترقی میں ہیگل کے زبردست مثبت کردار کو سراہتے ہوئے مارکس ازم لینن ازم کی کلاسیکی تصنیفات ہیگل کی خیال پرستی کی طبقاتی جڑوں

کی شناخت کرنے میں بالکل واضح تھیں۔ سوویت ترمیم پسند بوگدانوف اور بخارن کو مؤثر انداز سے بحال کرنے کے لیے یہ سرمایہ دارانہ روش اختیار کرتے ہیں کہ وہ ان ٹھوس تاریخی حالات کی تجرید کرتے ہیں جن کے اندر بوگدانوف کا ارتقاء ہوا اور اس کے کام کو ایک جداگانہ دانشور کا تخلیقی کام قرار دیتے ہوئے اس کی تہہ میں موجود اس دور میں جاری طبقاتی جدوجہد کو مساوات (Equation) سے خارج کر دیتے ہیں۔ یہ علمی اغراض سرمایہ دارانہ پروفیسروں کے حلقوں میں بہت عام ہیں جن کے تحت کسی ایک یا دوسرے دانشور کے کام کو خیالات کے خود رو ارتقاء کے نتیجے کے طور پر دیکھا جاتا ہے بجائے یہ کہ انہیں کسی مخصوص طبقے کی امنگوں کے اظہار کے طور پر دیکھا جائے۔ نہ ہی سوویت ترمیم پسند اور نہ ہی مغربی سامراجی نظریہ دان بوگدانوف کے تنظیمی اصولوں کی طبقاتی جڑوں کی اہمیت کا اور روس کے سرمایہ دار اور پیٹی بورژوا طبقوں کی فکر پر اس کے اثرات کا اندازہ لگانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ دونوں ہی بوگدانوف کے اس اصرار کے بنیادی سبب کو سمجھنے میں ناکام رہتے ہیں کہ اس کی ابتدائی ثبوتیت پسندی کو انقلابی روس کے اور انقلاب سے پہلے کے تاریخی حالات میں جگہ دی جائے اور یہ سمجھنے میں بھی کہ کس طرح یہ ان طبقاتی قوتوں کے لیے ایک نظریاتی ہتھیار بن جاتا ہے جو سرمایہ دارانہ نظام کی بحالی کی کوششوں کے پیچھے تھیں۔ بوگدانوف ازم اور بخارن ازم کی اچانک بحالی ان نظریاتی شکلوں میں مرکزے کی حیثیت رکھتی ہے جنھوں نے آگے چل کر سوویت یونین میں سرمایہ دارانہ نظام کی بحالی کے عمل کو مہمیز دی۔ اس مطالعے کا مقصد بوگدانوف کے نظریات کے بنیادی طور پر سرمایہ

دارانہ کردار کو ثابت کرنا ہے جنہوں نے تجربی وحدانیت سے آگے بڑھ کر سیاسی معیشت میں جدید ترمیم پسندی کے نظریے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا۔

2۔ مارکسزم اور نظریہ توازن

اس مطالعے کا مرکزی موضوع نظریہ توازن (Theory of Equilibrium) کے ترمیم پسندانہ کردار کا انکشاف کرنا ہے اور یہ دکھانا ہے کہ یہ مفروضہ کس طرح سوشلزم میں قدر کے قانون کی بحالی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے اور، بالآخر، سرمایہ دارانہ نظام کی بحالی میں۔ یہ امر کہ ہم جدید ترمیم پسندی کے مرکزی اصول کی حیثیت سے نظریہ توازن پر اس قدر زور کیوں دیتے ہیں اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ توازن کا تصور مارکسزم کے لیے اجنبی ہے یا اس میں اس کا ذکر نہیں۔ اس کے بہت برعکس، توازن ایک ایسا خیال ہے جس کے کردار کی وضاحت بہت محتاط انداز سے جدلیاتی مادیت میں اور سیاسی معیشت کے اس نظریے میں کئی گئی ہے جسے مارکس نے اپنے سیاسی معیشت کے مسودوں میں وضع کیا تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ توازن کے تصور کی وضاحت سرمایہ دارانہ فکر کی تنقید کے طور پر ابھرتی ہے کیونکہ توازن کا مفروضہ مؤخرالذکر کے ساتھ گہرا ربط رکھتا ہے۔ یقینا، مارکس اور اینگلز کلاسیکی سیاسی معیشت میں توازن کے کردار کا گہرا ادراک رکھتے تھے اور اس بات کا بھی کہ یہ کس طرح ارتقاء کرتا ہے اور اپنا وجود برقرار رکھتا ہے۔ ان معنی میں، مارکس اور اینگلز نے ہمارے لیے سراغ یا بلاواسطہ حوالوں سے کہیں زیادہ کچھ چھوڑا ہے، حالانکہ جدید ترمیم پسندی اور جدید روس میں اس کے وکیل آج ہمیں اس کے برعکس یقین

دلانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن جدلیاتی مادیت میں، تاریخی مادیت میں اور سیاسی معیشت میں توازن کے کردار کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

اس حصے میں ہم اس بات کو مختصرا دیکھیں گے کہ جدلیاتی مادیت میں اور سیاسی معیشت میں توازن کے تصور کو کس طرح برتا جاتا ہے اور کس طرح مارکس توازن کے تجریدی مفروضے کی بالکل واضح نشاندہی ایک ایسے عنصر کے طور پر کرتا ہے جسے کلاسیکی معیشت دانوں نے اپنی نظریاتی غلطیاں جاری رکھنے کے لیے استعمال کیا۔ یہ ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ اس مقام پر، یعنی کلاسیکی معیشت دانوں کی غلطیوں کا انکشاف کرنے کے لیے، توازن کا مفروضہ لازمی طور پر مرکزی کردار ادا نہیں کرتا۔ جیسا کہ بعد میں دیکھا جائے گا کہ وہ کلاسیکی معیشت دان جن کا تجزیہ مارکس نے کیا وہ توازن کے مفروضے کو مرکزی دعوے یا نظریاتی اوزار کے طور پر استعمال کرنے سے غرض نہیں رکھتے تھے[x]۔ یہ امر کہ توازن کا مفروضہ مارکس کی تنقید کا اولین محور نہیں تھا شاید ایک ایسی وجہ تھی جس کے سبب اس نظریے کو بیسویں صدی میں اس قدر مشہور ہونے کا موقع ملا اور یہ سرمایہ دارانہ نظام کی بحالی کی حمایت میں سب سے بڑا نظریاتی آلہ بن گیا[xi]۔ مابعد کلاسیکی سرمایہ دارانہ معاشی فکر میں توازن کا مفروضہ اور زیادہ مشہور ہو جاتا ہے اور اس کی اہمیت معاشی مباحث میں مرکزے کے قریب تر ہو جاتی ہے۔ بعض مصنفین کے نزدیک توازن کے مفروضے مرکزی خیال کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور یہ اعلی سطح کی ریاضیات کے ذریعے جدید سامراجی معاشی نظریوں میں سرایت کر جاتا ہے۔ جیسا کہ بعد میں دیکھا جائے گا کہ ریاضی کو متعارف کرانے اور معیشت کو ریاضیاتی علم میں منتقل کرنے کا رجحان توازن کے خیال سے

مضبوطی سے جڑا ہوا ہے۔ اس بات کا تعلق اس امر سے ہے کہ کسی مساوات کا حل توازن کا ہی عمل ہے۔ توازن کے مفروضے میں مزید پیش رفت کی گئی ہے کیونکہ ریاضی کا علم مفروضات اور مکانی شرائط کی مدد سے پیش گوئی کا امکان مہیا کرتا ہے۔ ان ریاضیاتی ماڈلوں کی مدد سے مارکیٹ کے رویے کے لیے مخصوص پیش گوئیاں کی جاسکتی ہیں۔ تاہم، توازن کا مفروضہ، جس کے ذریعے پیچیدہ معاشی نظام حالتِ سکون کی جانب بڑھتے ہیں، سرمایہ دارانہ اور ترمیم پسند فکر کے لیے مرکزی طریقیاتی نقطہ رہتا ہے۔ اس بات سے آگے چل کر نپٹا جائے گا خصوصا جب ہم ان معیشت دانوں کی بات کریں گے جو بوگدانوف، بخارن اور بیسویں صدی کے دوسرے ترمیم پسند معیشت دانوں کے ہم عصر ہیں۔

2.1۔ مارکسزم میں میکانیکی توازن کے تصور کا استعمال

جب ہم میکانیکی توازن کے تصور کا ذکر کرتے ہیں تو اسے جدلیاتی مادیت سے مختلف ظاہر کرنے کے لیے ہم اس خیال کا حوالہ دیتے ہیں جو فزکس کے عمومی نصاب میں عام طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی چیز یا کسی نظام میں میکانیکی توازن اس وقت حاصل ہوتا ہے جب ان پر اثر ڈالنے والی تمام قوتیں ایک دوسرے کو معطل کر دیتی ہیں۔ سرمایہ دارانہ معاشی فکر میں یہ خیال بہت وسیع پیمانے پر پھیلا ہوا ہے۔ اجناس کے تبادلے اور طلب اور رسد کو یہ کس طرح متاثر کرتا ہے اس بات کے مطالعے میں یہ خیال دائمی طور پر موجود ہے۔ مارکس ازم-لینن ازم کی کلاسیکی تصنیفات توازن کی اصطلاح کو لفظ کے میکانیکی معنی میں استعمال کرتی ہیں۔ وہ بار بار ایسا کرتی ہیں لیکن وہ اسے بہت محتاط انداز سے کرتی ہیں اور

ایک بہت اچھی طرح متعین پس منظر میں، اچھی طرح متعین مقصد کے ساتھ، جو میکانیکی بیان کی حد سے تجاوز نہیں کرتا اور جو فطرت اور سماج میں توازن کے رجحان پر مابعد الطبعیاتی طریقے سے غور و فکر کر کے اس سے عمومی قوانین تشکیل نہیں دیتا جس طرح کہ سرمایہ دارانہ اور ترمیم پسندانہ فکر مستقل طور پر کرتی ہے۔

توازن کی میکانیکی تشریح کو ان مسائل کے مطالعے کے لیے عمومی انداز سے وسعت دی جا سکتی ہے اور ان پر اس کا اطلاق کیا جا سکتا ہے جن میں فیصلہ کن عوامل کی حرکیات کو میکانیکی قوتوں کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر، مارکس ازم-لینن ازم میں میکانیکی توازن کا خیال وسیع پیمانے پر ان مستحکم اور غیر مستحکم سیاسی موڑوں کے تعین کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو طبقاتی قوتوں کے ارتباط (Correlation) کے نتیجے میں ابھرتے ہیں۔ کسی طبقے کے سماجی عمل کو میکانیکی قوت کے طور پر برتا جا سکتا ہے۔ اگر متضاد مفادات رکھنے والے دو طبقے لڑتے ہیں تو اس سماجی عمل کے خالص نتیجے کو مخالف سمت رکھنے والی دو قوتوں کے میکانیکی مجموعے کے نتیجے کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس معاملے کو خالصتا میکانیکی نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ کسی مخصوص سیاسی موڑ کو مزید کسی قوت کے ذریعے متعین کیا جا سکتا ہے جو کہ ایسی قوتوں میں اضافے کا نتیجہ ہے جو سماجی قوتوں کی نمائندگی کرتی ہیں: کل طاقت اس قوت کے مساوی ہو گی جس کی شدت سب سے زیادہ ہو گی[xii]۔ نتیجتا، اس طرح سماج کے ارتقاء کو ایسے پیچیدہ نظام کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے جو اس طرح ترقی کرتا ہے کہ اس میں اندرونی اور بیرونی طور پر متحرک تمام طاقتیں ایک معین وقت پر ایک دوسرے کو معطل کر دیتی ہیں اور اس طرح سماج کی تعریف توازن کی کم

و بیش مستحکم حالتوں کے تسلسل کے طور پر کی جا سکتی ہے[xiii]۔ ایک حد تک یہ تجریدات درست ہیں اگر انہیں محتاط طریقے سے استعمال کیا جائے۔ تجرید کی اس سطح کو استعمال کرکے، جس میں ٹھوس سماجی قوتوں اور تحریکوں کو میکانیکی قوتوں کے طور پر اور سماجی حالتوں کو ان قوتوں کے میکانیکی اضافے کے نتیجے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، بوگدانوف اور بخارن نے (اور ان سے پہلے کئی سرمایہ دارانہ مفکروں نے) قوانین کا ایسا مابعد الطبعیاتی نظام تخلیق کیا جو معاشی اور تاریخی عوامل کا احاطہ کرتا ہے۔ یہ مابعد الطبعیاتی نظام اس تصور سے مطابقت رکھتا ہے جس کے نزدیک، سماجی اور اقتصادی نظاموں کا ارتقاء، میکانیکی تشریح کی بدولت، عمومی استحکام کی سمت میں ہوتا ہے۔ ترمیم پسندی کے برعکس، مارکس ازم میکانیکی طریقے کو کبھی کبھار استعمال کرتے ہوئے اسے مارکسی سائنسی طریقیت کے نظم و ضبط کے تابع رکھتا ہے۔ آیئے اس دعوے کے جوہر کی وضاحت کے لیے ایک ٹھوس مثال دیں۔ 1921ء میں کمیونسٹ انٹرنیشنل کی تیسری کانگریس میں لینن کی رپورٹ کو لیتے ہیں جس میں خانہ جنگی اور بین الاقوامی سرمایہ داری کی جارحیت کے خلاف فتح کے بعد ابھرنے والی نئی بین الاقوامی صورتحال کے نتیجے میں روسی کمیونسٹ پارٹی کی حکمت عملی کا ذکر ہے:

"میں معاشی بنیاد کو ایک طرف کر دیتا ہوں لیکن میرا خیال ہے کہ اپنی جمہوریہ کی اندورونی حالت پر بحث کرتے ہوئے ہمیں سیاسی طور پر لازماً اس حقیقت کو مد نظر رکھنا چاہیے کہ اس وقت ان قوتوں کے درمیان ایک مخصوص توازن پیدا ہو گیا ہے جو ایک دوسرے کے خلاف کسی ایک یا دوسرے طبقے کی بالادستی کے لیے کھلم کھلا مسلح جدوجہد کر رہی ہیں۔ یہ سرمایہ دارانہ سماج، مجموعی بین الاقوامی سرمایہ داری اور سوویت روس کے درمیان ایک

توازن ہے۔ یقیناً یہ صرف محدود معنی میں توازن ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ صرف عسکری جدوجہد کے معاملے میں ہے کہ بین الاقوامی صورتحال میں خاص قسم کا توازن پیدا ہو گیا ہے۔ یقیناً، اس بات پر زور دینا چاہیے کہ یہ محض ایک نسبتی توازن ہے اور ایک ایسا توازن جو بہت غیر مستحکم قسم کا ہے۔" (وی۔ آئی۔ لینن، مجموعہ تصانیف، چوتھا انگریزی ایڈیشن، پروگریس پبلشرز، ماسکو، 1965، جلد۔32، صفحہ 478۔)

لینن ایک مخصوص تاریخی موڑ کے معاملے پر بات کر رہا ہے جسے اس کی معاشی بنیاد سے الگ کر کے دیکھا جائے تو اسے سادہ طور پر توازن کی ایسی حالت کہا جا سکتا ہے جو بنیادی طور پر غیر مستحکم ہے کیونکہ بین الاقوامی سرمایہ داری اور مزدور ریاست کے درمیان رشتے کی نوعیت اور اول الذکر کی نسبتی طاقت موخر الذکر کے ساتھ متضاد ہے۔ ایک جانب، ہمارے پاس موضوع کی تجزیاتی علیحدگی ہے جس میں سیاسی پہلو کو معاشی تضاد سے علیحدہ کیا گیا ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ موضوع کو میکانیکی توازن کی حالت کے طور پر برتا جا سکتا ہے۔ دوسری جانب، ہمارے سامنے یہ بیان ہے کہ یہ مخصوص توازن نسبتی اور غیر مستحکم ہے، یعنی یہ کسی عمومی یا فطری رجحان کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ 'حالات کے ایک مخصوص مجموعے' کا نتیجہ ہے[xiv]۔ تجزیاتی انداز کی پیروی کرتے ہوئے لینن مطالعے کے موضوع کو، درپیش عالمی صورتحال کے تمام تر مختلف پہلوؤں (معاشی، عسکری، وغیرہ) کو نئے سرے سے ترتیب دیتا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ تاریخی صورتحال کو مزدور ریاست کے مفاد میں استعمال کرنا چاہیے جبکہ بین الاقوامی سرمایہ داری سے مزید محاذ آرائی کے لیے تیاری کرنا چاہیے[xv]۔ اپنے خیال کو پیش کرنے کے عمل میں لینن نے کسی ایسے قانون پر قیاس کرنے

کی کوشش نہیں کی جس کے ذریعے سرمایہ داری اور مزدور طبقے کے درمیان طبقاتی جدوجہد کو کسی مرحلے پر توازن اختیار کر لینا چاہیے اور جو بالآخر ختم ہو کر ایک اور نئے توازن میں بدل جائے گا جو کہ مزدور طبقے کے لیے پہلے والے توازن سے زیادہ فائدہ مند ہو گا۔ لینن نے مارکسی طریقیت سے مختلف نظام پر قیاس نہ کرتے ہوئے کسی نئے قانون کی دریافت کا دعوی نہیں کیا۔ وہ مارکسی طریقیت کو استعمال کرتے ہوئے متعلقہ عوامل کو جدا کرتا ہے اور ایک ایسے نئے نتیجے پر پہنچتا ہے جو اسے مزدور طبقے کے مفاد میں حکمت عملی کے نئے قدم کی تشکیل کرنے میں مدد دیتا ہے۔ مزید برآں، کیا توازن کا کوئی مفروضہ یا تجریدی قانون لینن کے متعلقہ تجزیے سے پہلے موجود تھا؟ نہیں ایسا نہیں تھا۔ اس قسم کا مابعد الطبعیاتی غور و فکر نہ صرف غیر ضروری ہے بلکہ مارکسی طریقیت کے نکتہ نظر سے، جسے لینن گہرائی سے سمجھتا تھا اور جس پر اس نے منظم انداز سے عملدرآمد کیا، سادہ طور پر غلط بھی ہے۔

کوئی دائیں بازو کا ترمیم پسند بین الاقوامی سرمایہ داری اور مزدور ریاست کے درمیان مخصوص توازن کی موجودگی کے بارے میں لینن کی رائے کو کس طرح دیکھے گا؟ اس بات سے قطع نظر کہ توازن کتنا مستحکم یا غیر مستحکم ہے، دائیں بازو کا ترمیم پسند توازن کی جانب رجحان کی حیثیت سے اس معاملے پر سوچنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے استدلال کا ایک خاص معیار ہے: کسی مخصوص توازن کے مشاہدے کی تشریح توازن میں پنہاں کسی قانون یا نظاموں میں موجود (خصوصا سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ نظاموں میں) کسی مخصوص توازن پر پہنچنے کے عمومی رجحان کے طور پر کی جاتی ہے۔ یہ توازن یا توازن کے اس تسلسل کی شرائط بنیادی طور پر قوتوں کی میکانیکی شمولیت یا مزدور ریاست اور سرمایہ دارانہ ریاستوں کی

حلقہ بندی کے درمیان قوتوں کے باہمی تعلق کا نتیجہ ہے۔ یہ خیال سوشلسٹ ملکوں اور سرمایہ دار ملکوں کے مابین پر امن بقائے باہمی کے امکان کے ترمیم پسند دعوے کی جانب لے جاتا ہے۔ پر امن بقائے باہمی ممکن ہے بشرطیکہ ضروری عوامل اپنی جگہ موجود ہوں اورانہیں میکانیکی نکتہ نظر سے سمجھا جائے۔ مثال کے طور پر، سوویت یونین اورامریکہ کے درمیان عسکری قوتوں کا تذویراتی توازن پر امن بقائے باہمی کا جواز فراہم کرتا ہے۔

ایک مخصوص قسم کے توازن کی موجودگی کے بارے میں لینن کی تصدیقات کی طرح ہی اسٹالن سرمایہ دارانہ حلقہ بندی کے ساتھ "پر امن بقائے باہمی" کے نام نہاد سوالوں سے نپٹتا ہے۔ 1925ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی چودھویں کانگریس میں مرکزی کمیٹی کی سیاسی رپورٹ میں اسٹالن بیان کرتا ہے:

"وہ نئی اور بنیادی خاصیت، وہ فیصلہ کن خاصیت جس نے اس عرصے کے دوران بین الاقوامی تعلقات کے دائرے میں تمام واقعات کو متاثر کیا ہے وہ یہ امر ہے کہ ہمارے ملک، جو سوشلزم کی تعمیر کررہا ہے، اور سرمایہ دار دنیا کے ملکوں کے درمیان طاقتوں کا ایک مخصوص توازن قائم ہو گیا ہے، ایک ایسا توازن جس نے سوویت زمین اور سرمایہ دار ملکوں کے درمیان "پر امن بقائے باہمی" کے موجودہ دور کا تعین کیا ہے۔ وہ جسے ہم نے کبھی جنگ کے بعد مختصر عارضی سکون کہا تھا اب عارضی سکون کا ایک پورا دور بن چکا ہے۔ چنانچہ، سرمایہ دار دنیا اور مزدور دنیا کے درمیان "پر امن بقائے باہمی" کا ایک مخصوص دور اور طاقتوں کے درمیان ایک مخصوص توازن۔" (اسٹالن، تصنیفات، فارن لینگویجز پبلشنگ ہاؤس، ماسکو، 1954ء، جلد 7، صفحات 267-268)

اسٹالن اس حقیقت کے بارے میں بات کرتا ہے جسے توازن کی ایک مختصر حالت سمجھا جاتا تھا مگر وہ سوچ سے بڑھ کر طویل عرصے قائم رہا۔ درحقیقت مختصر سکون کا یہ دور دو دہائیوں تک قائم رہا۔ اس تاریخی حقیقت سے اسٹالن نے (مستقل) پرامن بقائے باہمی کے امکان کو اخذ نہیں کیا۔ وہ اس اصلاح کو واوین میں استعمال کرتا ہے تاکہ اپنے استدلال کو ممکنہ غلط تشریحات سے بچا سکے۔ مزدور ریاست اور سامراج کے درمیان کسی بھی قسم کے مستحکم یا طویل توازن کی موجودگی کی حقیقت اس بات کا اظہار نہیں ہوتی کہ ان دونوں کے درمیان تعلقات کا تعین تضاد سے نہیں ہوتا اور کسی دن یہ تضاد کھلی محاذ آرائی کے نتیجے میں ظاہر نہیں ہوگا۔ اسٹالن نے کبھی یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا کہ مستقبل میں سامراج کی شکست کسی ارتقائی عمل کے ذریعے ہوگی، جس کے ذریعے سوشلسٹ ملک سرمایہ داری پر سوشلسٹ پیداواری طریقے کی برتری کی بدولت بتدریج دولت مند ہوتا جائے گا، دوسرے ملک سوویت یونین کی مثال کی پیروی کریں گے اور سامراج اپنے داخلی تضادات اور سوشلسٹ کیمپ کی بھاری برتری کی بدولت شکست کھا جائے گا۔ اسٹالن اس امر سے بخوبی آگاہ تھا کہ جلد یا بدیر یہ تضاد پرتشدد شکل میں پھٹ پڑے گا اور پھر ایک ہولناک ترین شکل میں جس کا کوئی تصور نہیں کر سکتا تھا ایسا ہی ہوا۔ پرامن بقائے باہمی اور عالمی پیمانے پر سوشلزم میں نسبتاً پرامن منتقلی کے دعوے کی وکالت کرنے کے بجائے اسٹالن کے خیالات مضبوط صنعتی اور خود کفیل سوشلسٹ ریاست کی تعمیر کی ضرورت سے حاملہ تھے۔ بخارن اور دائیں بازو کی حزبِ اختلاف اپنے جوہر میں سوشلزم میں نسبتاً پرامن اور ارتقائی منتقلی اور اسی انداز سے سامراج کی شکست کے امکان کی وکالت کر رہے تھے۔ سوویت یونین میں سرمایہ دارانہ طریقہِ

پیداوار کے خاتمے اور سوشلزم میں منتقلی کا تصور ایک ارتقائی عمل کے طور پر پیش کیا جا رہا تھا جس کے تحت قدر کا قانون، محنت کی لاگت کے قانون کی شکل میں (یا بخارن کے الفاظ میں، محنت کی لاگت کا قانون اپنی برہنہ شکل میں قدر کے قانون کی اشیاء پرستانہ شکل کے بغیر) شعبوں کے مابین محنت کے تناسب کا تعین کرے گا۔ یہ توازن کے مفروضے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ ہم سیاسی معیشت میں متعدد مواقعوں پر دیکھیں گے، سرمایہ دار اور پیٹی بورژوا مفکروں کی خاصیت ہے کہ وہ تجربیت پسند رہتے ہوئے کسی مظہر کی سطح میں دخول کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتے ہیں۔ سرمایہ دارانہ معیشت دانوں کا یہ رجحان کہ وہ مخصوص تناسبات کے استحکام کا مشاہدہ کرتے ہوئے توازن کی فکر سے رجوع کرتے ہیں ان کی طریقیت کی خامی کا اظہار ہے۔

یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ توازن کے مستحکم یا غیر مستحکم کردار سے مارکسزم میں توازن کے خیال کے میکانیکی کردار میں تبدیلی نہیں آتی۔ یہ خیال اس وقت اور زیادہ متعلقہ ہو جائے گا جب متحرک توازن کے سرمایہ دارانہ اور پیٹی بورژوا تصور سے نپٹا جائے گا جسے متعارف کرانے میں وہ اس مقصد کی وجہ سے مجبور ہوتے ہیں کہ توازن کے مابعد الطبعیاتی خیال کی مصالحت معاشی مظہر کے متحرک کردار سے کی جا سکے۔ اوپر دیے گئے دونوں حوالے اس موضوع پر بات کرنے میں کافی سہولت پیدا کرتے ہیں۔ لینن کے سامنے ایسی صورتحال تھی جسے قلیل المدتی اور کافی غیر مستحکم توازن سمجھا گیا تھا۔ اسٹالن نے ایک ٹھوس تاریخی صورتحال کا سامنا کیا جو اس وقت ابھری جب یہ توازن طویل اور نسبتاً مستحکم تھا۔ کیا مارکسی تجزیے میں میکانیکی توازنوں کے اس خیال کا کردار بدل جاتا ہے؟ نہیں۔ بنیادی طور پر

نہیں۔ مارکسزم کی مخالفت میں، دائیں بازو کے ترمیم پسند توازن کے مابعد الطبعیاتی مؤقف کی مصالحت اس مستقل تبدیلی سے کرانا چاہتے ہیں جو جدلیاتی مادیت میں دائمی طور پر موجود ہے۔ اور یہ کام متحرک توازن کے تصور کو متعارف کرا کر کیا جاتا ہے۔ متحرک توازن کا تصور، بہاؤ میں توازن، بیہودہ معیشت میں نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بخارن نے اپنی "تاریخی مادیت" میں اسے تشکیل دیا حالانکہ وہ پہلا شخص نہیں تھا جس نے یہ تصور متعارف کروایا[xvi]۔

"یہ یاد کرنا چاہیے کہ ایسا توازن جس کا مشاہدہ ہم فطرت یا سماج میں کرتے ہیں وہ مطلق، تبدیل نہ ہونے والا توازن نہیں بلکہ بہاؤ میں توازن ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ توازن قائم بھی ہو سکتا ہے اور تباہ بھی ہو سکتا ہے، دوبارہ ایک نئی بنیاد پر قائم ہو سکتا ہے اور پھر سے مضطرب ہو سکتا ہے۔" (این۔ بخارن، 'تاریخی مادیت: سماجیات کا نظام'، انٹرنیشنل پبلشرز، لندن، تیسری اشاعت، 1928، صفحہ 74۔)

سوچ کا تسلسل سادہ ہے۔ چونکہ ہمارے سامنے مستقل تبدیل ہوتی فطرت اور معاشرے کی ناقابل تردید شہادت ہے کہ انہیں جامد خیالات کے ذریعے بیان نہیں کیا جا سکتا اور پھر جامد / ساکن توازن کے مفروضے کو متحرک توازن کے مفروضے سے بدل دیا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مارکس ازم میں میکانیکی توازن کا نسبتی استحکام تجزیے میں مؤخر الذکر کے کردار میں کوئی اہم فرق متعارف نہیں کرواتا۔ دونوں صورتوں میں یہ میکانیکی توازن کا تصور ہی رہتا ہے اور اس حیثیت سے یہ مارکسی تجزیے میں ثانوی کردار ادار کرتا ہے، موزوں موقع پر استعمال کیے جانے والے اوزار کے طور پر۔ بخارن کے خیال میں جامد (مستحکم) توازن

سے متحرک (غیر مستحکم) توازن میں منتقلی بنیادی فرق پیدا کرتی ہے۔ یہ فرق اس قدر بنیادی ہے کہ یہ توازن کو میکانیکی طور پر برتنے سے اس مقام تک لے جاتا ہے جب یہ میکانیکی برتاؤ جدلیاتی قرار دیا جانے لگتا ہے۔ جدلیات کو بنیادی طور پر حرکیات سے الجھایا جاتا ہے جو کہ جدلیات کی بیہودہ تشریح ہے اور عمومی حرکت کو میکانیکی حرکت سے الجھایا جاتا ہے[xvii]۔ فطرت اور سماج کو توازنوں کی پے در پے حالتوں کی شکل میں سمجھنا، یعنی ارتقاء کی تشریح توازنوں کی بحالی اور اضطراب کی پے در پے بدلتی حالتوں کے ذریعے کی جا سکتی ہے ، یہ بخارن کے مطابق، نظاموں کے ارتقاء کی جدلیاتی تشریح ہے۔ یہ ارتقاء کے بارے میں بنیادی طور پر میکانیکی زاویہ فکر ہے جو فزکس کے عمومی نصاب کا حصہ ہے، اسی قدر جس قدر یہ جامد توازنوں والے نظاموں کی تشریح ہے[xviii]۔ توازن کو بنیادی حالت کا درجہ دیا جاتا ہے اور ارتقاء کی تصویر کشی مختلف توازنوں کی حالتوں میں منتقلی کے طور پر کی جاتی ہے۔ توازن ہی ارتقاء کا آغاز اور انجام ہے۔ یہ بات توازن کے بارے میں جدلیاتی سمجھ بوجھ سے عین متضاد ہے جو عملی مقاصد کے اعتبار سے اتفاق سے زیادہ کچھ نہیں اور فطرت اور سماج کا کردار طے کرنے میں فیصلہ کن کردار ادا نہیں کرتی۔

بخارن کی کتاب 'عبوری دور کی معیشت' سے نپٹتے ہوئے لینن اس مسئلے کا حوالہ دیتا ہے۔ بخارن نے رسمی طور پر خود کو نظریہ توازن کی بچکانہ ترین تشریح سے لاتعلق کر لیا تھا جسے وہ نمائشی انداز سے "پہلے سے قائم شدہ ہم آہنگی" قرار دیتا ہے۔ اس تصور کے مطابق، دنیا کی تشریح کا نمونہ جامد توازن ہو گا جس کے نزدیک دنیا ایک مثالی حالت کی طرف، اس جامد توازن، کی طرف بڑھ رہی ہے یا ایسا فرض کیا جاتا ہے۔ بخارن جس بات پر غور نہیں کرتا وہ

یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ فکر، خصوصاً معیشت میں، مستقل حرکت اور تغیر کے تصور کو تسلیم کرتی ہے۔ جامد / ساکن توازن کے خیال کو بالآخر مابعد کلاسیکی اسکول نے سادہ لوح قرار دے کر مسترد کر دیا تھا۔ جامد توازن کو مخصوص قسم کے غور و فکر کے لیے مفید تجریدات کے بطور استعمال کیا جاتا ہے لیکن پیچیدہ مسائل کے حل کے لیے اسے مسترد کر دیا گیا ہے۔ مغرب میں بخارن کے ہم عصروں نے معاشی تجزیے میں متحرک توازن کے تصور کو وسیع پیمانے پر پہلے ہی استعمال کیا تھا۔ بخارن کی لاتعلقی یقیناً سادہ لوح اور ناقابل اعتبار ہے:

"سماج اور، مزید برآں، غیر معقول اور اندھے نظام کا، اس کے توازن کے نکتہ نظر سے تجزیہ، پہلے سے قائم شدہ ہم آہنگی سے یقیناً کوئی مماثلت نہیں رکھتا کیونکہ یہ اس امر سے پیدا ہوتا ہے کہ یہ نظام وجود رکھتا ہے اور ترقی کرتا ہے۔ مؤخر الذکر اس توازن کی شکل کو پہلے سے ہی متحرک فرض کرتا ہے ساکن نہیں۔" (این۔ آئی۔ بخارن، روٹلج لائبریری ایڈیشنز، آکسن، 2003، صفحہ 151)۔

لینن اس علمی اصول کو بہت اچھی طرح سمجھتا ہے جس کا اطلاق بخارن کر رہا تھا۔ اس پر ہم اگلے حصے میں بات کریں گے اور اس پر بھی کہ خود کو سرمایہ دارانہ فکر کے بنیادی اصول سے لاتعلق کرنے کی اس کی کوششیں سطحی تھیں۔ لینن جانتا ہے کہ بخارن کے نظامِ فکر میں میکانیکی توازن کا استعمال اس تصور کے مارکس ازم میں درست استعمال کے مقابلے میں بہت مختلف ہے۔ لینن بخارن کو جواب دیتا ہے:

"یہ بہت اچھا ہے۔ لیکن کیا یہ زیادہ درست نہ ہو گا کہ 'مخصوص تناسب کی ضرورت' کی بات کی جائے بجائے 'توازن کے نکتہ نظر' کی بات کرنے کے؟ یہ زیادہ درست، زیادہ برمحل

ہو گا کیونکہ اول الذکر معروضی ہے، جب کہ مؤخر الذکر مادیت سے تصوریت کی جانب فلسفیانہ توڑ مروڑ کے لیے دروازہ کھول دیتا ہے۔" (وی۔ آئی۔ لینن، لیننسکی سبورنک، جلد 40، صفحہ 414)۔

'مخصوص تناسب' کی ضرورت سے مارکس کی مراد سرمایہ دارانہ پیداوار کے تجزیے میں "تناسبات" کے وجود کی بات ہے۔ بخارن 'مخصوص تناسب' کی ضرورت کو توازن کے مفروضے کے اظہار کے طور پر سمجھتا ہے جبکہ، درحقیقت، مارکس کی اس سے مراد توازن کے میکانیکی تصور کو اس انداز سے استعمال کرنا ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ لینن کا نکتہ نظر بھی یہی ہے۔ 'مخصوص تناسب' کی ضرورت ایک معاشی قانون کی موجودگی کا اظہار ہے۔ مثال کے طور پر، مساوی اشیاء کے تبادلے کے قانون کو یا اجناس کے تبادلے میں قدر کے قانون کو لیں۔ تناسب کے قانون کی موجودگی ایسے قانون کی موجودگی کا تقاضا کرتی ہے جو محنت کی خاص شکل کا احاطہ کرتا ہے لیکن یہ توازن کے عمومی قانون کا اظہار نہیں ہے خواہ تبادلے کے حالات کتنے ہی متغیر یا ساکن کیوں نہ ہوں۔ لینن اس 'توازن کے نکتہ نظر' پر تمام تر گہرائی سے بہت مختصر انداز میں زور دیتا ہے: مادیت سے تصوریت کی جانب جانا۔ جدلیاتی مادیت اور مارکسی طریقیت کے لیے نظریہ توازن کے مضمرات سے اگلے حصے میں نپٹا جائے گا جس میں یہ مزید واضح ہو گا کہ مادیت پسندی سے تصوریت پسندی کی جانب جانے کا عمل کس طرح ہوتا ہے۔

آخر بخارن کے لیے توازن کے مفروضے کا تحفظ اس قدر اہمیت کا حامل کیوں ہے؟ یہ نہ صرف 'تاریخی مادیت' کے اس کے نظام کے لیے بلکہ 'مارکیٹ سوشلزم' کے بارے میں

اس کے نظریے کے لیے بھی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ دراصل، جامد / ساکن توازن کے مفروضے کی متحرک توازن میں منتقلی کلاسیکی سیاسی معیشت کی پیروی کرنے والے سرمایہ دارانہ معاشی نظریوں میں مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ ہم بعد میں دیکھیں گے کہ دائیں بازو کی ترمیم پسندی اور سرمایہ دارانہ معاشی نظریات مختلف نتیجوں پر پہنچیں گے کیونکہ اول الذکر ماقبل اجارہ دار سرمایہ دارای کے تحفظ میں پھنسے ہوئے ہیں اور مؤخر الذکر اجارہ دار سرمایہ داری کے نظریہ دان بن گئے ہیں۔ تاہم، یہ معاشی نظریات ایک ہی بنیاد پر کھڑے ہیں۔

پرولتاری ریاست اور سرمایہ دارانہ حلقہ بندی کے درمیان نسبتاً طویل اور نسبتاً مستحکم توازن جس کا ذکر لینن اور اسٹالن نے کیا اور جو فتحیاب خانہ جنگی اور بیرونی دراندازی کے خلاف جنگ کے بعد ابھرا اسے ٹھوس تاریخی حالات کے تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہ طویل امن جو صرف دو دہائیوں بعد ہی ٹوٹ گیا بہت سی وجوہات کی بناء پر قائم تھا جن پر مارکسی-لیننی ادب میں گفتگو ہوئی ہے اور جو بڑی حد تک سامراجی طاقتوں کے اندرونی تضادات سے اور ان بین السامراجی تضادات سے تعلق رکھتی ہیں جو پہلی عالمی جنگ کے بعد یا اس کی طوالت کے نتیجے میں ابھرے۔ یہی وہ درست نکتہ نظر ہے جس کے اندر رہتے ہوئے توازن کے میکانیکی نظریے پر کامیابی سے عملدرآمد کیا جا سکتا ہے بجائے یہ کہ مخالف قوتوں کے توازن حاصل کرنے کے رجحان سے مابعد الطبعیاتی نکتہ نظر کے ساتھ رجوع کیا جائے، وغیرہ۔

یہاں یہ بات دوہرانا مناسب ہو گا کہ لینن کے تجزیے میں میکانیکی توازن کے تصور کا استعمال مارکسی طریقہ کار کے ماتحت سامنے آتا ہے اورایسی سادہ تجرید کے طور پر ابھرتا ہے جو مؤخرالذکر کی معاونت کرتی ہے۔ اس بات کے ذریعے ہم اس بیان کو حقیقی معنی دینا چاہتے ہیں کہ میکانیکی توازن مارکسزم میں ایک کارآمد تجرید بن سکتا ہے اگر اسے درست انداز سے استعمال کیا جائے۔ ہم توازن کے میکانیکی تصور کے استعمال کی مارکس ازم-لینن ازم کی کلاسیکی تصنیفات میں دی جانے والی مثالوں کی درجہ بندی کرنا یا ان کا وسیع انتخاب فراہم کرنا نہیں چاہتے۔ یہ اس نکتے کو سامنے لانے کے لیے قطعی ضروری بھی نہیں ہے کہ مارکس ازم اپنی طریقیت کی بنیادوں کے سبب توازن کی جانب رجحان کی ضرورت کے غیر تاریخی، عمومی خیالات سے رجوع نہیں کرتا۔ مارکس ازم عمومی توازن کے قوانین کی موجودگی کا یا بشریاتی علوم کو سائنسی بنیاد فراہم کرنے کی خاطر فطرتی قوانین کی بشریات میں میکانیکی منتقلی کا دفاع نہیں کرتا۔ مارکس ازم کوئی عقیدہ نہیں ہے جو ہم پر طبعیات (فزکس) سے اخذ کردہ تجریدوں کو استعمال کرنے کی ممانعت مسلط کرتا ہو، جیسا کہ دائیں بازو کے ترمیم پسندوں کا دعوی ہے۔ تاہم، میکانیات سے اخذ کردہ تجریدات مارکسی تجزیے میں عمومی طور پر اور معیشت میں خصوصی طور پر ثانوی کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ دائیں بازو یا جدید ترمیم پسندی کا معاملہ نہیں ہے، جو میکانیکی توازن کے تصورات کو اپنے معاشی تجزیے کے مرکزی پہلوؤں کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اب تک ہم نے توازن کے میکانیکی نظریے کے سیاسی معیشت کے دائرے سے باہر استعمال کی مثالوں پر غور کیا ہے جو کہ اس مطالعے میں ہماری اہم غرض ہے۔ مارکس کے معاشی

مسودات میں کئی مواقعوں پر اس نظریے کے واضح استعمال کی یا مخصوص تناسبات یا توازن کی شکل میں اس کے استعمال کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ ہمیں ان نظریات کے استعمال کا جامع انداز سے جائزہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم، ہم مارکس کی تصنیف 'سرمایہ' کی پہلی جلد کے مندرجہ ذیل اقتباس پر بات کرنا چاہیں گے جو ہماری بحث سے خصوصی تعلق رکھتا ہے کیونکہ یہ یہاں کیے جانے والے متعدد دعووں کو جامع انداز سے سمو لیتا ہے:

"کلاسیکی سیاسی معیشت نے روزمرہ زندگی سے "محنت کی قیمت" کے زمرے کو مزید کسی تنقید کے بغیر مستعار لے لیا اور پھر سادگی سے یہ سوال کیا کہ قیمت کا تعین کیسے ہوتا ہے؟ جلد ہی اسے احساس ہو گیا کہ طلب و رسد کے رشتوں میں تبدیلی محنت کی قیمت کے معاملے میں، دوسری تمام اجناس کی طرح، کسی بات کی وضاحت نہیں کرتی سوائے اس کی تبدیلیوں کے، یعنی مارکیٹ کی قیمت میں ایک مخصوص حد تک اتار یا چڑھاؤ کی گردش۔ اگر طلب و رسد میں توازن آجاتا ہے تو قیمت کا اتار چڑھاؤ ختم ہو جاتا ہے، بشرطیکہ تمام دوسرے حالات یکساں رہیں۔ لیکن تب طلب و رسد بھی کسی چیز کی وضاحت کرنے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ اس لمحے جب طلب و رسد میں توازن ہو تب محنت کی قیمت کا تعین طلب و رسد کے رشتے سے آزاد ہوتا ہے۔ اور تب یہ قیمت کیسے طے ہوتی ہے یہی سوال ہے۔ یا مارکیٹ کی قیمت میں اتار چڑھاؤ کے ایک طویل دور کو لیا جائے، مثلاً ایک سال، تو یہ ایک دوسرے کو معطل کرتے ہوئے ایک اوسط کمیت کو، ایک نسبتاً مستقل حجم کو، چھوڑ دیتے ہیں۔" (کے۔ مارکس، سرمایہ، جلد 1، حصہ 4، باب 19۔)

یہ پیراگراف مواد کے اعتبار سے مالا مال ہے اور اس کے لیے اگر ایک پوری جلد نہ سہی تو غالبا ایک پورا باب درکار ہو گا جس میں سیاسی معیشت کے تمام پہلوؤں کا جو ہم اس میں پاتے ہیں، اس کی تاریخ کا، اس کے فلسفے اور نظریہ علم کا، احاطہ کیا جا سکے۔ ہم اس سوال پر نہیں ٹھہریں گے کہ کلاسیکی سیاسی معیشت میں استعمال کیے جانے والے قدر کے نظریے کی مختلف تشریحات محنت، اجرت اور منافع کے مابین اور ان کے ساتھ معیشت کے زیادہ پیچیدہ زمروں کے جوہر کا تعلق بے نقاب کرنے میں کیوں ناکام رہیں۔ مارکس "سرمایہ" میں اور خصوصا اس کی "چوتھی جلد" میں سرمایہ دارانہ معاشی فکر کے متعدد نمائندوں کی غلطیوں سے نپٹا۔ اس معاملے سے ہم آگے جلد کر مزید نپٹیں گے۔ قدر کے نظریے کی جانب مختلف مصنفوں کے خیالات مختلف تھے۔ خیالات کے فرق کے باوجود تمام سرمایہ دارانہ مصنفین سرمائے اور محنت کے اس تعلق کو سمجھنے میں ناکام رہے جس تک مارکس سب سے پہلے اس چیز کے ذریعے پہنچا جسے قدر زائد کا نظریہ کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے معیشت کے زیادہ پیچیدہ زمروں کو اور تمام سرمایہ دارانہ معیشت کو سمجھا جا سکتا ہے۔ ہمارا لیے یہاں جو بات زیادہ متعلقہ ہے وہ یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ معیشت کے بیہودہ کردار کو بے نقاب کرنے کے لیے مارکس میکانیکی توازن کے تصور کو کس طرح استعمال کرتا ہے تاکہ اس تصور کے مابعد الطبعیاتی انداز سے استعمال کا انکشاف کر سکے۔

پہلے جملے میں مارکس سرمایہ دارانہ معاشی فکر کی اچھی طرح متعین خاصیت سے، اس کے سطحی اور تجرباتی پہلو سے، رجوع کرتا ہے۔ "محنت کی قیمت" جیسے سطحی تصور کا استعمال اس بات کا اظہار ہے کہ سرمایہ دارانہ معیشت دان کس طرح کسی مظہر کی سطح سے اس کے

اندر داخل ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے: مزدور فیکٹری میں داخل ہو کر پیداوار کے عمل میں اپنی محنت شامل کرتا ہے۔ اس کے عوض اسے اجرت ملتی ہے، لہذا محنت کی قیمت یا اس کی قدر اس کی اجرت کے مساوی ہے[xix]۔ یہ ایک بالکل درست بات لگتی ہے کیونکہ یہ اس تجربے سے ثابت ہوتی ہے کہ مزدور فیکٹری میں محنت کرنے آتا ہے اور اجرت لے کر رخصت ہو جاتا ہے۔ "محنت کی قیمت" کے اس تصور کو ایک ایسی تجرید نہیں سمجھا جا سکتا جو معاشی رشتے کے جوہر پر، سرمائے اور محنت کے درمیان رشتے پر، مشتمل ہو کیونکہ یہ سطحی تصور ہی رہتا ہے۔ یہ ایسی تجرید ہے جو عمومیت کی ایک سطح سے تعلق رکھتی ہے کیونکہ یہ سرمایہ دارانہ پیداوار میں محنت کی قیمت کے سوال کو عمومی طور پر حل کرتی ہے اس بات سے بے پرواہ ہو کر کہ آجر اور مزدور کے درمیان تعلق کی ٹھوس تفصیلات کیا ہیں۔ عمومیت کا یہ مقصد اس اعلی سطح کی تجرید کو اپنے اندر نہیں سموتا جو سرمائے اور محنت کے رشتے کے جوہر کو بے نقاب کرتی ہے۔ مارکس اس حقیقت کی وضاحت یہ ثابت کر کے کرتا ہے کہ "محنت کی قیمت" کا یہ تصور کسی بھی طرح اس مسئلے کو حل نہیں کرتا کہ محنت کی اصل قیمت کیا ہے اور اس لیے یہ تصور اس معاملے میں خاصا بیکار ثابت ہوتا ہے[xx]۔ یہ معمہ حل کرنے کے لیے سرمایہ دارانہ معیشت دان پھر اس بات پر حیران ہوتے ہیں کہ آیا محنت کی طلب اور محنت کی رسد کا توازن "محنت کی قیمت" کی وضاحت کر سکتا ہے۔ جس طرح کسی بھی جنس کی قیمت اس کی طلب و رسد کے باہمی تعلق سے متاثر ہو سکتی ہے اسی طرح یہ توازن "محنت کی قیمت" کا تعین بھی کر سکتا ہے[xxi]۔ مارکس یہ استدلال کرتا ہے کہ محنت کی طلب و رسد کے درمیان توازن سے رجوع کرتے ہوئے کوئی اس بارے میں علم میں اضافہ نہیں

کرتا کہ "محنت کی قیمت" کیا ہے۔ کوئی یہ جان سکتا ہے کہ یہ "محنت کی قیمت" کس طرح تبدیل ہوتی ہے لیکن اس کی اصل "مرکزی قدر" کے بارے میں نہیں جان سکتا جس کی ہمیں تلاش ہے۔ اگر توازن کی قوتیں اور طلب متوازن ہوں (اور یہاں مارکس میکانیکی توازن کا تصور استعمال کرتا ہے) تب یہ عناصر قدر کے تعین کا پیمانہ نہیں ہوسکتے۔ سرمایہ دارانہ معیشت دان ایک سطحی تصور سے دوسرے کی جانب جاتا ہے: یہ "محنت کی قیمت" کے تعارف سے شروع ہوتا ہے جو بذات خود مسئلے کو حل نہیں کرتا اور پھر طلب ورسد کے درمیان توازن کے تجرباتی عمل سے رجوع کرتا ہوا آگے بڑھتا ہے جو، ایک بار پھر، اس نامعلوم پر روشنی نہیں ڈالتا جو موضوعِ بحث ہے۔ مارکس کا حوالہ اس بات کی کلاسیکی مثال ہے کہ کس طرح وہ جس کا حوالہ ہم یہاں توازن کے مفروضے کے طور پر دے رہے ہیں وہ معاشی مظاہر کے جوہر کو منکشف کرنے کا کوئی صحیح اوزار نہیں ہے۔

2.2۔ جدلیاتی مادیت میں توازن کا تصور

میکانیکی توازن کا تصور اس تصور سے پرانی تاریخ رکھتا ہے جسے مارکس ازم-لینن ازم کی کلاسیکی تصانیف میں تشکیل دیا گیا۔ نہ صرف یہ تاریخی اعتبار سے پرانا ہے بلکہ اول الذکر درحقیقت موخرالذکر کی ترقی کے لیے لازم ہے۔ چونکہ ہم اس کی رسمی وضاحت نہیں کررہے بلکہ زیادہ تر تاریخی لحاظ سے ایسا کررہے ہیں اس لیے ہم نے میکانیکی توازن سے اپنی بحث کا آغاز اس تصور کی پیروی میں کیا کہ جدلیاتی مادیت میں اسے کس طرح دیکھا جاتا ہے۔ ہم ایسا اس وضاحت کے لیے کرتے ہیں کہ موخرالذکر 19 ویں صدی میں سرمایہ

دارانہ اور ترمیم پسند فکر کے تضادات کو حل کرنے کی ضرورت کے طور پر ابھرتی ہے۔

وضاحت کی یہ ترتیب بوگدانوف اور بخارن کے، جدید ترمیم پسندی کے، جوہر کو واضح کرنے میں اور ان کے درمیان تعلق اور سرمایہ دارانہ معاشی فکر سے، جو توازن کے میکانیکی نظریے کا کافی استعمال کرتی ہے، ان کا تعلق کیا ہے اس کی وضاحت کرنے میں ہماری مدد کرتی ہے۔

جدلیات کے بارے میں بخارن بیہودہ فہم کا مظاہرہ کرتا ہے اور جدلیات کو تغیر کے میکانیکی معنی سے بدل دیتا ہے۔ اس تناظر میں، تغیر یا تبدیلی کی مستقل حالت ایک خالصتا میکانیکی تصور ہے۔ یہ لفظ کے عمومی معنی میں ایسا تحرک نہیں ہے جو جدلیاتی مادیت میں دائمی ہو بلکہ محدود میکانیکی نکتہ نظر ہے۔ میکانیکی نکتہ نظر تغیر کو مادے کی کسی ایک (مکانی) جگہ سے دوسری جگہ منتقلی کے طور پر دیکھتا ہے۔ مارکسی اصطلاح میں ہم تغیر کی اعلی اور نچلی شکلوں کا حوالہ دیتے ہیں جس کے ذریعے مؤخر الذکر، مثال کے طور پر، اس میکانیکی تغیر سے مطابقت رکھتا ہے جس کی ابھی ہم نے وضاحت کی ہے۔ یہ سرمایہ دارانہ فکر کا خاص رجحان ہے کہ یہ تغیر کی اعلی شکلوں کو نچلی شکلوں تک گھٹاتی ہے۔ مثال کے طور پر، ایسی کوششیں کی گئی ہیں کہ انسانی فکر کو متعین کرنے والے قوانین کو (جو کہ تغیر کی اعلی شکل ہے) حیاتیات (بائیولوجی) کے قوانین سے اخذ کیا جائے (جو کہ اول الذکر کے مقابلے میں تغیر کی نچلی شکل ہے)، جو نامیاتی زندگی کے افعال بیان کرتے ہیں کیونکہ انسانی فکر دماغ میں بستی ہے۔ حیاتیات کے بعض قوانین سے معاشی قوانین اخذ کرنے کی بھی کچھ کوششیں کی گئی ہیں۔ اور آخر میں، معاشی مظاہر کے تجزیے کے لیے میکانیات کے قوانین کو استعمال کرنے کی بھی کافی کوششیں کی گئی ہیں۔ نظریہ توازن سرمایہ دارانہ طرزِ فکر کے اسی طریقیاتی رجحان

کا نتیجہ ہے۔ تغیر کی اعلی شکلوں کو میکانیکی تغیر تک گھٹا دینے کا یہ عمومی رجحان سرمایہ دارانہ طرزِ فکر میں سب سے وسیع خامی ہے جسے مارکس اور اینگلز مستقل طور پر بے نقاب کرتے رہے:

"میکانیکی تغیر۔ فطرتی سائنسدانوں میں تغیر کو ہمیشہ ہی میکانیکی تغیر کے طور پر، یعنی مقام کی تبدیلی کے طور پر، لیا جاتا ہے۔ یہ بات ماقبل کیمیائی اٹھارویں صدی سے چلی آرہی ہے اور کافی زیادہ مشکل افعال کا واضح تصور پیش کرتی ہے۔ تغیر، مادے پر اطلاق کی صورت میں، عمومی تبدیلی ہے۔ اسی غلط فہمی سے ہر شے کو میکانیکی تغیر تک گھٹا دینے کا جنون اخذ کیا گیا ہے۔" (ایف۔ اینگلز، 'فطرت کی جدلیات'، صفحہ 243-256؛ پروگریس پبلشرز، 1934، چھٹا ایڈیشن 1974)۔

ہم آگے دیکھیں گے کہ یہ خرابی کس طرح اس مابعد کلاسیکی سرمایہ دارانہ معاشی فکر میں نظریہ توازن کی توسیع اور ترقی سے واضح طور پر مربوط ہے جو بخارن اور بوگدانوف کے لیے میدان تیار کرتی ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ کلاسیکی معیشت دانوں نے بھی توازن کے مفروضے پر غور کیا، اسی طرح جس طرح ان سے پہلے کے معیشت دانوں نے کیا تھا، لیکن انہوں نے ایسا ایک مغلوب شکل میں کیا۔ 19 ویں صدی کے سرمایہ دارانہ معیشت دانوں میں ان مفروضوں کے پھیلاؤ کے علاوہ ہم ان ممتاز سرمایہ دارانہ مفکروں میں بھی ایک متوازی عمل دیکھتے ہیں جو اس میکانیکی رجحان کے گہرے اثر میں ہیں جیسے کہ کامٹے، اسپینسر اور ان کے بعد ڈیورنگ اور کاؤتسکی۔ یہ لوگ بھی بوگدانوف اور بخارن کے لیے میدان تیار کرتے ہیں۔ اسٹالن کے دور میں یہ معاملات سوویت یونین میں اچھی طرح

جانے پہچانے تھے۔ بخارن ازم اور ٹراٹسکی ازم کے نظریاتی اصولوں کی بے نقابی بنیادی اہمیت رکھتی تھی کیونکہ یہ مستحکم طور پر سرمایہ دارانہ فکر میں جڑیں رکھتے تھے۔ سرمایہ دارانہ فکر کی ذیلی شاخ کی حیثیت سے دائیں بازو کی ترمیم پسندی پیٹی بورژوا نظریاتی مظہر کی صورت میں یقیناً ہماری دریافت نہیں ہے۔ اس حقیقت کی شناخت اور اس کے کردار کا تعین اسٹالن کے دور میں کر لیا گیا تھا کہ تغیر کو عمومی طور پر میکانیکی تغیر تک گھٹا دینے کا رجحان سرمایہ دارانہ فکری رجحان ہے۔ سرمایہ دارانہ فکر ترقی کے میکانیکی نظریے سے اٹی ہوئی ہے اسی طرح جس طرح ترمیم پسند فکر اس سے اٹی ہوئی ہے:

"ہربرٹ اسپینسر کے مطابق، "جبر اور آزادی" ایک دوسرے سے آزاد قوتیں ہیں، جو ایک دوسرے کو متوازن بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ آزادی یا جبر کے کمیتی غلبے سے اس تضاد کا نتیجہ متعین ہوتا ہے۔ ترقی کا یہ اصول ہمیں ڈیورنگ میں بھی ملتا ہے، جس نے مارکس اور اینگلز کی جدلیات پر حملہ کیا، اور ڈیورنگ کے بعد بوگدانوف آیا جس نے ایک ایسا کامل فلسفہ تشکیل دیا جس نے اصولِ توازن کے ذریعے فطرت، سماج اور فکر کے تمام مظاہر کی توجیہ کی تجویز دی۔

"بعد میں بوگدانوف سے بخارن نے یہ تصور لے لیا۔ اسے لگتا تھا کہ سماجی ڈھانچوں کی ترقی کا سبب ان کے اندرونی تضاد میں نہیں بلکہ نظام کے ماحول کے ساتھ رشتے میں، سماج کے فطرت کے ساتھ رشتے میں ہے۔" ('مارکسی فلسفے کی نصابی کتاب'، لینن گراڈ انسٹیٹیوٹ آف فلاسفی نے ایم۔ شیروکوف کی ہدایات کے تحت تیار کی، دی کیملٹ پریس لمیٹڈ، لندن اینڈ ساؤتھمپٹن، 1943، صفحہ 138۔)[xxii]

ہم ذیل میں دیکھیں گے کہ سرمایہ دارانہ فکر کا یہ اصول کس قدر اہم ہے جس میں ہر قسم کے تغیر کو میکانیکی تغیر تک گھٹا دیا جاتا ہے اور کس طرح یہ مرکزی طریقیاتی اوزار بن جاتا ہے جو توازن کے مفروضے کی جانب لے جائے گا۔ ہر قسم کے تغیر کو میکانیکی تغیر تک گھٹا دینا ایک ایسی سہل پسندی ہے جو سرمایہ دارانہ فکر کو کسی عمل کی حرکیات کو، مثلاً مارکیٹ کی قیمت کو، توازن کی قوتوں کے نتیجے تک گھٹا دینے کے قابل بناتی ہے، گویا یہ قوتیں میکانیکی قوتیں ہوں۔ ہم یہ بھی دیکھیں گے کہ یہ سہل پسندی طریقۂ کار کے نکتہ نظر سے اس رجحان کے ساتھ مضبوطی سے جڑی ہوئی ہے کہ اشیاء کا ارتقاء اندرونی تضادات کے ابھار اور حل کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ توازن کی قوتوں اور اس ماحول کا نتیجہ ہوتا ہے جو چیز کا احاطہ کیے ہوتا ہے۔ یہ خیالات بوگدانوف اور بخارن کے فلسفیانہ نکتہ نظر میں سختی کے ساتھ مربوط ہیں اور ان کے معاشی نظریات کو بہت زیادہ مغلوب کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم ذیل میں اس پر بھی بات کریں گے، معیشت میں یہ مابعد الطبعیاتی رجحان بنیادی طور پر کلاسیکی سیاسی معیشت سے مستعار لیا گیا ہے؛ مارکس اپنے معاشی مسودات میں پہلے ہی ان کی تردید فراہم کر چکا تھا۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ مارکس توازن کے میکانیکی نظریے کا استعمال کرتا ہے، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا۔ وہ اس نظریے کو سیاسی معیشت سمیت کئی علمی شعبوں میں استعمال کرتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے، میکانیکی توازن کو ایک ثانوی تجرید کے بطور استعمال کیا جاتا ہے نہ کہ ترقی کے عمومی قانون کے طور پر۔ مؤخر الذکر سرمایہ دارانہ فکر کا خاصہ ہے۔ یہاں ہم مختصر طور پر جدلیاتی مادیت میں توازن کے کردار کی خاکہ کشی کریں گے۔ سرمایہ دارانہ فکر میں میکانیکی توازن کے نظریے کے کردار میں اور کلاسیکی مارکسی تصانیف میں جدلیاتی مادیت

میں توازن کے نظریے کو دئے گئے کردار میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ خصوصا اس لیے بھی اہم ہے کہ بوگدانوف اور بخارن کے فکری نظاموں کے سرمایہ دارانہ کردار کو سمجھا جاسکے۔ یہ کوئی اتفاق نہیں ہے کہ ترمیم پسندی کے دور میں آج کے روس میں ان دو مختلف تصورات کو گڈمڈ کرنے کی کوششیں کی جاتی ہیں تاکہ نظریہ توازن کو، جسے 1920ء کے معاشی مباحثے میں بہت وسیع پیمانے پر استعمال کیا گیا، اسے مارکس ازم کے ساتھ مطابقت میں لایا جاسکے۔ اس کوشش کے ذریعے، جدید ترمیم پسندی اس استدلال کے ساتھ جوابی حملہ کرتی ہے کہ توازن کے ان دو مختلف نظریوں میں فرق کرنا عقیدہ پرستی کا شکار ہو جانا ہے۔ ہماری دلیل اس بارے میں یہ ہے کہ جدلیاتی مادیت میں توازن کے نظریے کو جو مخصوص کردار دیا گیا ہے وہ اس کے میکانیکی رجحان سے بالکل مختلف ہے اوراس کی جڑیں گہرائی کے ساتھ مارکس ازم میں پیوست ہیں۔ گفتگو میں آگے بڑھنے سے پہلے یہ بات اہم ہے کہ اس بات کی یاددہانی کی جائے کہ تاریخ کے ارتقاء کے قانون کا مجموعی کردار کیا ہے اور اس کا مارکس ازم کے اس طریقہ کار سے کیا تعلق ہے جسے سرمایہ دارانہ اور ترمیم پسند فکر سمجھنے سے قاصر نظر آتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ معاشی فکر میں توازن کے مفروضے کا ظہور اوراس کا نفاذ واضح طور پر معاشی نظریے میں تجرید کے کردار کو شناخت نہ کرپانے کی خامی سے جڑا ہوا ہے جو کہ موضوع کو بنیادی طور پر مابعدالطبعیاتی انداز سے برتنے کا اور معاشی تجزیے کو تجربیت پسندی تک گھٹا دینے کے رجحان کا نتیجہ ہے[xxiii]۔ مارکسی سائنسی طریقہ کار کا یہ ایک بنیادی اصول ہے جو فطرت اور سماج کی مادیت پسندانہ سمجھ بوجھ میں گہری جڑیں رکھتا ہے کہ ترقی کے بارے میں تمام تجریدیں اور قوانین بالآخر معروضی

حقیقت سے تعلق رکھتے ہیں اوراسی سے ظہور میں آتے ہیں۔ مثال کے طور پر اینگلز کی 'فطرت کی جدلیات' سے یہ اقتباس لیتے ہیں:

"چنانچہ، یہ فطرت اورانسانی سماج کی تاریخ ہے جس سے جدلیات کے قوانین اخذ کیے جاتے ہیں۔ یہ تاریخی ارتقاء کے ان دوپہلوؤں کے اوراس کے ساتھ ساتھ بذات خود فکر کے عمومی ترین قوانین کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں۔ اوریقینا انہیں بنیادی طورپران تین (قوانین) تک مخصوص کیاجاسکتاہے:

کمیت کی کیفیت میں تبدیلی (اوراس کے برعکس) کا قانون

تضادات کے باہمی رد عمل کا قانون

نفی کی نفی کا قانون۔"[xxiv] (ایف۔ اینگلز، 'فطرت کی جدلیات'، پروگریس پبلشرز، ماسکو، آٹھواں ایڈیشن 1979، صفحہ 62۔)

پہلا جملہ مارکسی جدلیات کے مادیت پسند کردار کا بیان ہے۔ تجریدیں اور قوانین معروضی حقیقت سے اخذ کیے جاتے ہیں اس کے برعکس نہیں۔ حتی کہ سادہ ترین تجریدیں بھی انسانی ذہن کی دائمی خصوصیات کا نتیجہ نہیں ہیں۔ سائنس میں استعمال کی جانے والی تمام تجریدیں بالآخر معروضی حقیقت سے تعلق رکھتی ہیں، اس سے متاثر ہوتی ہیں اوران کی عکاسی کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مارکس ازم تجریدی اسکیموں یاایسی تجریدوں کا مخالف ہے جو معروضی حقائق سے کٹی ہوئی ہوتی ہیں اورانہیں مابعدالطبعیاتی قرار دیتاہے۔ یہ بھی کہا گیاہے کہ جدلیات کے قوانین عمومی ہیں کیونکہ ان کا اطلاق صرف فطرت اور سماج پر ہی نہیں ہوتا بلکہ انسانی فکر پر بھی ہوتاہے کیونکہ انسانی فکر بالآخر معروضی حقیقت کی عکاسی کے سوا کچھ

نہیں، تاہم یہ غیر فعال نہیں ہوتی۔ توازن کے مفروضے کی تشکیل کو سیاسی معیشت میں ایک تجریدی اسکیم کے طور پر بیرون سے زبردستی داخل کیا جاتا ہے: یہ فرض کیا جاتا ہے کہ معاشی افعال توازن کا رجحان رکھتے ہیں اور معاشی افعال کے ارتقاء کو توازن کی ایک حالت (توازن کی خلاف ورزی) سے دوسری حالت (توازن کی بحالی) تک حرکت کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔ یہ مفروضہ معاشی تجزیے سے پہلے کے دور سے تعلق رکھتا ہے اوراس کا ظہور حرکت کے میکانیکی تصور کی مطلقیت سے ہوتا ہے جو سرمایہ دارانہ فکر میں عام ہے۔ آخر میں معاشی تجزیے پر ایک تجریدی اسکیم تھوپ دی جاتی ہے اوراس نئ اسکیم میں معاشی افعال توازن اور عدم توازن کے طور پر دیکھے جانے لگتے ہیں۔ ترمیم پسند مصنف توازن کے مفروضے کو جامع معاشی تجزیے سے اخذ نہیں کرتا۔ اس کے کافی برعکس، معاشی افعال کی معروضی حقیقت کی تشریح جس کے ذریعے مؤخر الذکر کو معاشی ہم آہنگی کے خود روارتقاء کے نکتہ نظر سے دیکھا جاتا ہے یہ پہلے سے طے شدہ اس ارادے کا نتیجہ ہے جو قدر کے قانون کی معروضی ضرورت کو دوام بخشنا چاہتا ہے اوراس کے ساتھ سرمایہ دارانہ معاشی رشتوں کو بھی۔ اس نکتہ نظر سے توازن کا مفروضہ ایسی مابعدا لطبعیاتی اسکیم کے طور پر سامنے آتا ہے جو مارکسی طریقہِ کار اور جدلیاتی مادیت کے اصولوں کے ساتھ عمومی طور پر گہرا تضاد رکھتا ہے۔

پھر اینگلز ان عمومی جدلیاتی قوانین کو عددی ترتیب دیتا ہے۔ یہ قوانین کسی ذہن و فطین شخص کے ذہن کی تشکیل نہیں ہیں جو اس قدر خوش نصیب تھا کہ اسے فطرت اور سماج کی نگہبانی کرنے والے ابدی قوانین مل گئے گویا ہمارا سامنا کسی وحی سے ہو گیا ہو۔ اس کے کافی

بر عکس، اینگلز کی وضاحت کے مطابق یہ قوانین بشریاتی اور فطرتی سائنسوں کی وسیع تعداد میں موجود مثالوں سے اخذ کیے گئے ہیں، انہیں فطرت اور سماج سے اخذ کیا گیا ہے اور یہ تب تک وجود رکھتے ہیں جب تک کہ فطرت اور سماج موجود رہتے ہیں اور ارتقاء کرتے ہیں۔ جیسا کہ قاری دیکھ سکتا ہے کہ توازن کا مفروضہ جدلیات کا قانون نہیں ہے۔ نہ ہی یہ جدلیات کا قانون ہے اور نہ ہی ثانوی قانون، ایسا قانون جسے جدلیات سے اخذ کیا گیا ہو۔ یہ حقیقت کہ ہم توازن کی طرف رجحان کو کوئی عمومی قانون نہیں سمجھتے یہ مارکس اور اینگلز کے ہمارے مطالعے کا کوئی عقیدہ پرستانہ اظہار نہیں ہے اور نہ ہی بوگدانوف / بخارن کے توازن کے قانون کی تردید تنگ نظر اور سادہ عقیدہ پرستی کا اظہار تھی[xxv]۔ توازن کا مفروضہ اس لیے کوئی عمومی قانون نہیں ہے کہ مارکس اور اینگلز نے اس کے بارے میں محتاط انداز سے نہیں سوچا جیسا کہ بوگدانوف اور بخارن اور ان کے مدافعین نے ترمیم پسندی کے دور میں ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حقیقت یہ ہے کہ مارکس اور اینگلز کے پاس توازن کے مفروضے کا سرمایہ دارانہ معیشت کے متعدد پہلوؤں سے مطالعہ کرنے اور اس کی چھان پھٹک کرنے کے وافر مواقع تھے۔ مارکس اور اینگلز نے متعدد مواقعوں پر سرمایہ دارانہ فکر کی بے ضابطگی سے دو دو ہاتھ کرتے ہوئے توازن کے مفروضے کو واضح طور پر بے نقاب کیا۔ یہ ایک عجیب بات ہے کہ جدید ترمیم پسندی اس واضح حقیقت کو بالکل نظر انداز کرتی ہے اور جب بائیں بازو کے ترمیم پسند معیشت دان توازن کے مفروضے پر مارکس اور اینگلز کی تنقید کا ذکر کرتے ہیں تو عقیدہ پرستی کے الزامات عائد کرتی ہے۔ یہ بالکل ہی نامعقول بات ہے کہ مارکس ازم توازن کے مفروضے کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے، جیسا کہ ترمیم پسندی کا دعوی ہے۔

یہ وہ بنیادی وجوہات ہیں جن کی بناء پر کہا جا سکتا ہے کہ توازن کا مفروضہ فطرت اور سماج کا کوئی عمومی قانون نہیں ہے۔ ایک بنیادی وجہ کا تعلق اس حقیقت سے ہے کہ مارکس ازم توازن اور تغیر کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتا بلکہ در حقیقت اول الذکر کو مؤخر الذکر کا ایک خصوصی معاملہ سمجھتا ہے۔ مزید برآں، مادہ اور تغیر ناقابل تقسیم ہیں اور توازن، خواہ یہ کتنا ہی ساکن یا متحرک کیوں نہ ہو، ایک مابعد الطبعیاتی تجرید ہے جو سائنس میں کوئی محرک نہیں رکھتی۔

جدلیاتی مادیت میں توازن اور تغیر ناقابل علیحدگی ہیں۔ یہ تضادات کے جدلیاتی اتحاد پر مشتمل ہیں۔ جدلیات میں، تضادات کو زیر مطالعہ موضوع کے بارے میں معلومات کے نقصان کے بغیر ایک دوسرے سے مستقل طور پر جدا نہیں کیا جا سکتا، اس بھیانک طریقیاتی خامی کا تو ذکر ہی کیا جو سرمایہ دارانہ فکر کا خاصہ ہے اور جس کی جانب تضادات کی مابعد الطبعیاتی علیحدگی لے جاتی ہے۔ تجزیے کی خاطر، تضادات کو عارضی طور پر ایک دوسرے سے الگ کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ کہ ایسا احتیاط سے کیا جائے۔ اس جدلیاتی خاصیت کی یہ بہت اہم خوبی ہے کہ، میکانیات کی بیہودہ تشریح کے برعکس، توازن حتمی طور پر صرف نسبتی اور عارضی ہوتا ہے۔ 'فطرت اور جدلیات' کے اس بدنام اقتباس میں اینگلز تغیر اور توازن کے باہمی رشتے کے ان دو پہلووں کا خلاصہ کرتا ہے:

"تغیر اور توازن۔ توازن تغیر سے ناقابل علیحدگی ہے۔ (حاشیے میں: "توازن = دافعیت پر کشش کا غلبہ۔") فلکیاتی اجسام کے توازن میں تغیر اور تغیر میں توازن ہے (نسبتی)۔ لیکن تمام مخصوص نسبتی تغیر، یعنی یہاں فلکیاتی اجسام میں سے ایک متغیر جسم پر تمام انفرادی

اجسام کا جداگانہ تغیر، نسبتی ٹھہراؤ قائم کرنے کی، توازن کی، ایک کوشش ہے۔ اجسام کے نسبتی ٹھہراؤ میں رہنے کا امکان، توازن کی عارضی حالتوں کا امکان، مادے کی تفریق کی، اور لہذا زندگی کی، بنیادی شرط ہے۔ سورج پر مختلف مادی اجسام کا کوئی توازن نہیں ہے، صرف مادے کی مجموعی مقدار کا، یا بہت ہی محدود پیمانے پر، کثافت کے قابل ذکر فرق سے متعین، توازن ہے؛ سطح پر ابدی تغیر اور عدم ٹھہراؤ، علیحدگی، ہے۔ چاند پر، توازن بطور خاص غالب ہے، کسی نسبتی تغیر کے بغیر –موت (چاند =منفیت)۔ زمین پر تغیر توازن اور تغیر کی ایک دوسرے میں تبدیلی میں متفرق ہوگیا ہے: انفرادی تغیر توازن حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے، تغیر، بحیثیت مجموعی ایک بار پھر انفرادی توازن کو تباہ کردیتا ہے۔ چٹان حالتِ سکون میں آجاتی ہے، لیکن موسم، سمندری لہروں کا عمل، دریاؤں اور برفانی تودوں کا عمل مستقل طور پر تواز ن کو برباد کرتا رہتا ہے۔ تبخیریت اور بارش، ہوا، گرمی، برقی اور مقناطیسی مظاہر بھی یہی منظر پیش کرتے ہیں۔ آخر میں، نامیاتی اجسام میں ہم تمام خفیف ترین ذرات کا مستقل تغیر دیکھتے ہیں اوراس کے ساتھ ساتھ بڑی جسامت والے عضوؤں کا، جس کا نتیجہ زندگی کے عام دور کے دوران مکمل جسم کے مستقل توازن میں نکلتا ہے، جو پھر بھی حالتِ تغیر میں رہتا ہے، توازن اور تغیر کے زندہ اتحاد میں۔ 'تمام توازن صرف نسبتی اور عارضی ہے۔" (ایف۔ اینگلز، ایضا، صفحہ 246)۔

صرف مارکس اور اینگلز ہی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے کہ فطرت تغیر کی مستقل حالت میں ہے، خواہ ہم اس تحرک کو خالصتا میکانیکی سمجھیں یا اس لفظ کے وسیع تر معنی میں۔ توازن ان معنی میں نسبتی ہے کہ یہ "انفرادی توازن" کے طور پر اجسام میں ابھرتا ہے جسے یا تو

اردگرد موجود اجسام کا تغیر مستقل طور پر ختم کرتا رہتا ہے یا پھر محض اس حقیقت کی وجہ سے کہ حالانکہ یہ اجسام اردگرد موجود اجسام کی وجہ سے توازن (سکون) کی حالت میں دکھائی دیتے ہیں لیکن درحقیت یہ متحرک ہوتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسے نظام میں بند ہوتے ہیں جو متغیر ہوتا ہے (زمین پر موجود اجسام جو دوسرے اجسام کی نظر سے ساکن نظر آتے ہیں، درحقیقت متحرک ہوتے ہیں کیونکہ زمین مستقل گھومتی رہتی ہے)۔ اینگلز بھی یہ بیان کرتا ہے کہ حالانکہ نامیاتی جسم توازن کی حالت میں دکھائی دیتا ہے، لیکن درحقیت اس کے بنیادی اراکین مستقل متغیر ہوتے ہیں: زندگی کی بنیادی حقیقت خلیات اور بافتوں کی حالت میں مستقل تبدیلی پر مشتمل ہے۔ چنانچہ، توازن کا تصور دائمی طور پر تغیر سے مربوط ہے اور اس کے بغیر کوئی معنی نہیں رکھتا۔

یہ نوٹ کرنا ضروری ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا، کہ میکانیکی توازن کے نظریے پر پہلے ہی غور کیا جا چکا ہے اور یہ کوئی ایسی چیز نہیں جس سے مارکس ازم خصوصی طور پر خوفزدہ ہو۔ یہ حقیقت ناقابلِ تردید ہے کہ فطرت میں عارضی اور نسبتی توازن کی شکلیں واقع ہوتی ہیں، اس حقیت کے ساتھ ساتھ کہ طبعیات کے ایسے قوانین موجود ہیں جو ان حالات کو بیان کرتے ہیں جن کے تحت توازنوں کی یہ حالتیں وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ نسبتی سکون اور توازن کی جانب انفرادی تغیر کا رجحان، میکانیکی تصورات کی حیثیت سے، تسلیم شدہ ہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں ارتقاء کی میکانیکی فہم اس نسبتی توازن کے کردار کو درستگی کے ساتھ متعین کرنے میں ناکام ہو جاتی ہے۔ یہ نسبتی توازن جسے مابعد الطبعیاتی مفکر تغیر سے کاٹ کر اور مطلق بنا کر مادے کی بنیادی حالت کے طور پر پیش کرتا ہے ایک ایسے واہمے کے

طور پر ظاہر ہوتا ہے جس میں تغیر مجموعی طور پر توازن کی جانب ارتقاء کرتا دکھائی دیتا ہے، اور یہ توازن نسبتی یا عارضی نہیں ہوتا بلکہ مطلق کردار کا حامل ہوتا ہے۔ مؤخر الذکر مادے کی ایسی خود مختار اور مطلق حالت کی حیثیت سے سامنے آتا ہے جو مابعد الطبعیاتی طور پر تغیر سے کٹی ہوئی ہوتی ہے۔ اور اول الذکر کی خاطر تغیر اور توازن کا جدلیاتی اتحاد بالآخر توڑ دیا جاتا ہے۔ یہ چیز تغیر کو ثانوی اور توازن کو اولین سمجھنے کی جانب راستہ کھولتی ہے۔ یہ توازن کے اس نظریے کا علمی ماخذ ہے جو سرمایہ دارانہ اور ترمیم پسند فکر کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے۔[xxvi]

مارکس ازم تغیر اور توازن کو ایک جدلیاتی اتحاد سمجھتا ہے۔ اس اتحاد میں، مارکس ازم تغیر کو اولین اہمیت دیتا ہے۔ مثال کے طور پر سیاسی معیشت میں جدلیاتی اتحاد کی ایک کلاسیکی مثال لیں: پیداواری قوتوں اور پیداواری رشتوں کا اتحاد۔ اس جدلیاتی اتحاد میں پیداواری قوتوں کے قائدانہ کردار کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ بوگدانوف ازم، اس جدلیاتی اتحاد کو تحلیل کر دیتا ہے، پیداواری قوتوں کے قائدانہ کردار کو مطلق بنا دیتا ہے اور بالآخر سیاسی معیشت کو پیداواری قوتوں کی تنظیم کاری کے سوال تک گھٹا دیتا ہے۔ سرمایہ دارانہ فکر مابعد الطبعیاتی طور پر توازن اور تحرک کو ایک دوسرے سے الگ کر دیتی ہے، لیکن اب یہ توازن ہے جو قائدانہ کردار کا حامل بن جاتا ہے اور تغیر کو، توازن کی مختلف حالتوں کے درمیان ایک عبوری حالت، ایک رکاوٹ سمجھا جانے لگتا ہے۔ دونوں مثالوں میں ہم جدلیاتی اتحاد کے طرفین کی مابعد الطبعیاتی علیحدگی سے نبرد آزما ہیں جس کے ذریعے طرفین میں سے

ایک کا قائدانہ کردار مطلق کردار کی حیثیت حاصل کرلیتا ہے۔ توازن کا نظریہ اس قسم کی مابعد الطبعیاتی مشق کا نتیجہ ہے۔

یہ دعوی کہ توازن کا نظریہ "فقط نسبتی اور عارضی" ہے اس حقیقت کا اظہار ہے کہ توازن ایسا نظریہ نہیں جو مطلق کردار اختیار کرلے۔ توازن کے بارے میں تغیر کی بنیادی حالت کی حیثیت سے بات کرنا، جیسا کہ سرمایہ دارانہ فکر میں مضمر ہے، جدلیات میں توازن کے کردار سے متضاد ہے۔ یہ کسی قاری کا ایسا بیان نہیں ہے جو اینگلز کے اقتباس کو پس منظر سے جدا کرکے اس سے ایک پورا بیانیہ بناتا ہے، جیسا کہ جدید ترمیم پسندی اور روس میں اس کے مقلدین ہمیں یقین دلانا چاہتے ہیں۔ اس کے کافی برعکس، یہ دعوی جدلیاتی مادیت میں دائمی ہے۔ مارکس ازم میں جدلیاتی اتحاد ہر جگہ موجود ہیں اور یہاں تک کہ جدید ترمیم پسندی، کم ازکم رسمی طور پر، ان عمومی اصولوں کو تسلیم کرتی ہے جن کا اطلاق اس اساسی نظریے پر ہوتا ہے۔ یہ صرف 'فطرت کی جدلیات' سے اینگلز کا اقتباس ہی نہیں جو یہاں متعلقہ ہے بلکہ یہ حقیقت بھی کہ مارکس ازم کی پوری عمارت اس ٹھوس علمی رویے پر کھڑی ہے جو سرمایہ دارانہ فکر سے تضاد میں تاریخی طور پر ظہور میں آیا ہے۔ وہ لوگ جو اب بھی اس نام نہاد "اسٹالنی عقیدے" اور بوگدانوف / بخارن پر اسٹالن کے دور میں تنقید کے "یکطرفہ پن" پر حملہ آور ہوتے ہیں وہ اس حقیقت کو صریحا نظر انداز کررہے ہیں کہ بالکل یہی فکری نظام جس کا وہ ایسے دفاع کررہے ہیں جیسے یہ بذات خود کوئی نظام فکر ہو یہ 19 ویں صدی کی اس سرمایہ دارانہ فکر کی عکاسی سے زیادہ کچھ نہیں جسے مارکس ازم نے مستقل مزاجی کے ساتھ مسترد کیا تھا۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ توازن کا یہ مسئلہ اپنے طور پر اس قدر اہم

ہے کہ اسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ تغیر اور توازن کی مابعد الطبعیاتی علیحدگی کے دوررس مضمرات ہیں جو تضادات کے اتحاد کے طریقیاتی مسئلے سے ماوراہیں۔

جہاں تک جدلیاتی مادیت کا تعلق ہے تو توازن کے اس قسم کے نظریے کے، مادے کی الگ تھلگ حالت کی حیثیت سے، کافی سنگین نتائج ہیں۔ سرمایہ دارانہ معیشت دان توازن کو معاشی مظاہر میں ایسی بنیادی حالت سمجھتے ہیں جو ان کے جوہر کا تعین کرتی ہے (مثال کے طور پر تبادلے کو طلب و رسد کے درمیان توازن کے طور پر برتنا)۔ سرمایہ دارانہ فکر میں، توازن مادے کی بنیادی حالت ہے، خواہ اس کا اطلاق فطرتی سائنسوں پر ہو یا سیاسی معیشت پر۔ اگر فطرتی یا معاشی مظاہر کو توازن کی حالتوں کی تبدیلی کے طور پر برتا جائے، یا، دوسرے لفظوں میں، اگر ارتقاء کو توازن کی ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقلی کے طور پر سمجھا جائے تو جدلیاتی مادیت کے تناظر میں ہم "باہم متضاد" حالت پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس کا تعلق اس حقیقت سے ہے کہ یہ مفروضہ ناگزیر طور پر زبردست مشکلات کی جانب لے جاتا ہے جن کا تعلق اس حقیقت سے ہے کہ بالآخر مطلق توازن خود کار ارتقاء کے ذریعے تغیر نہیں بن سکتا:

"نہ ہی ایسا کوئی ذریعہ ہے جس سے مطلق توازن بذاتِ خود تغیر میں بدل جائے۔" (ایف۔ اینگلز، قاطع ڈیورنگ، فارن لینگویجز پریس، پیکنگ، 1976، صفحہ 67)۔

معاملے کی حقیقت یہ ہے کہ ایک مطلق نظریے کے طور پر توازن کو تسلیم کرنے میں حتمی طور پر یہ بات مضمر ہے کہ تاریخ کے ارتقاء میں کسی نکتے پر ایک ایسا لمحہ آتا ہے جب اس مطلق توازن کو کسی طرح تغیر میں ارتقاء کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ سرمایہ دارانہ فکر جو

سانچہ ہمیں فراہم کرتی ہے اس میں یہ کس طرح ممکن ہے؟ ایک مطلق توازن از خود تغیر میں ارتقاء کیسے کر سکتا ہے؟ ایک ایسے نظامِ فکر میں جو باہم متضاد نہیں اس کا جواب نفی میں ہو گا۔ اس بات کا تعلق اس حقیقت سے ہے کہ اگر مطلق توازن کو میکانیات کے تناظر میں برتا جائے، اور بالآخر یہی وہ فکری سانچہ ہے جو پہلے پہل مطلق توازن کے نظریے تک لے جاتا ہے، تو پھر ایسے توازن کے پاس کوئی طبیعی راستہ نہیں جس سے یہ تغیر میں بدل سکے۔ مطلق توازن تشکیلی لحاظ سے ایک ساکن توازن ہے۔ غیر مستحکم توازن کو تشکیلی لحاظ سے توازن کی مطلق شکل نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ یہ خودرو طور پر تغیر میں ارتقاء کرتا ہے اور اس وجہ سے اسے عارضی کردار کا حامل تسلیم کیا جاتا ہے۔ اینگلز نے کہا تھا کہ اس تضاد کو حل کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ تخلیق کا خیال متعارف کرایا جائے، یعنی ایک ایسی خارجی طاقت جو تغیر کی ابتدائی حالت کو تخلیق کرتی ہے اور اسے حرکت دیتی ہے۔ یہ ناگزیر طور پر خدا کے تصور سے جڑا ہوا ہے جیسا کہ اینگلز بالکل درست انداز سے نشاندہی کرتا ہے۔ یہ اسی قدر گہرا ہے جس قدر مطلق توازن کا خیال۔ یہ کوئی اتفاق نہیں ہے کہ مارکس اور اینگلز نے توازن اور تغیر کے جدلیاتی اتحاد کے بارے میں اور اس بارے میں بہت محتاط انداز سے سوچا کہ انہیں مابعد الطبعیاتی طور پر ایک دوسرے سے علیحدہ کر دینا کس قدر ناقابل دفاع ہے۔ اس امر کی روشنی میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مارکسی طریقہ کار کے بارے میں بخارن کا یہ دعوی کس قدر احمقانہ ہے کہ یہ توازن کے نظریے سے مطابقت رکھتا ہے۔

اگر عمومی انداز سے بات کی جائے تو توازن کا نظریہ، اگر اسے جدلیاتی مادیت کے تصورات کے ساتھ موافقت میں لایا جائے (اور یہی ترمیم پسندی کا بنیادی مقصد ہے) تو یہ حماقت کی

اسی سطح پر لے جائے گا جیسا کہ تخلیق کا عمل، جس کے ذریعے مطلق توازن کی ایک مکمل حالت سے، جیسے کہ عدم سے وجود، سے دنیا ابھر سکتی ہے۔ اس منظر نامے کو با معنی بنانے کا واحد راستہ یہی ہے کہ جدلیاتی مادیت کے بنیادی اصول سے چھٹکارہ حاصل کیا جائے، یعنی اندرونی تضادات کے ابھار کے نتیجے میں ارتقاء کے تصور کو اس مابعد الطبعیاتی تصویر سے بد ل دیا جائے جس میں ارتقاء کا سبب جسم کا بیرونی وسیلے سے باہمی عمل ہے۔ ہم آگے دیکھیں گے کہ کس طرح یہ مابعد الطبعیاتی نکتہ نظر ناگزیر طور پر بوگدانوف کے نظام فکر میں جدلیاتی مادیت کی جگہ لیتا ہے۔ توازن کا نظریہ دنیا کے مابعد الطبعیاتی نکتہ نظر کے ساتھ مضبوطی سے جڑا ہوا ہے۔ یہ 19 ویں صدی کی سرمایہ دارانہ فکر میں گہرائی سے پیوست ہے:

"مادے کی غیر متغیر حالت، لہذا، کھوکھلے اور احمقانہ ترین خیالات میں سے ایک ہے—خالص ترین پانی کا ایک "ہیجانی واہمہ"۔ اس قسم کے خیال تک پہنچنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ نسبتی میکانیکی توازن کا تصور کیا جائے، ایک ایسی حالت کا جس میں زمین پر موجود جسم، مطلق ساکت، ہو سکتا ہے اور پھر اس توازن کو پوری کائنات پر پھیلا دیا جائے۔" (ایف۔ اینگلز، قاطع ڈیورنگ، فارن لینگویجز پریس، پیکنگ، صفحات 74-75۔)

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ اس بات کے بنیادی دلائل موجود ہیں کہ جدلیاتی مادیت توازن اور تغیر کو ان کے جدلیاتی اتحاد میں کیوں برتتی ہے اور کس طرح یہ بات مارکس ازم کے فکری نظام کے لیے اہم ہے۔ اینگلز اس سنجیدہ غلطی کے بارے میں مزید استدلال کرتا ہے جو توازن کو علیحدگی میں دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ توازن سے تغیر کی علیحدگی منطقی طور پر تغیر کو مادے سے جدا کرنے کے مترادف ہے، جو کہ جدلیاتی مادیت میں نری حماقت ہے:

"موصوف ڈیورنگ سے پہلے کے مادیت پسند مادے اور تغیر کی بات کرتے تھے۔ وہ تغیر کو میکانیکی قوت تک، اس کی مفروضہ بنیادی شکل کے طور پر، گھٹا دیتا ہے اور اس طرح اپنے لیے یہ ناممکن بنا دیتا ہے کہ مادے اور تغیر کے حقیقی ربط کو سمجھا جائے، جو، مزید بر آں، گزشتہ تمام مادیت پسندوں کے نزدیک واضح نہیں تھا۔ اور پھر بھی یہ کافی سادہ ہے۔ تغیر مادے کے وجود کا وسیلہ ہے۔ کبھی بھی کہیں بھی نہ ہی مادہ تغیر کے بغیر رہا ہے اور نہ رہ سکتا ہے۔ فلکی خلاء میں تغیر، متعدد اجسام فلکی پر چھوٹے اجسام کا میکانیکی تغیر ہے، مالیکیولز کا ارتعاش بطور حرارت یا بطور برقی یا مقناطیسی رو، کیمیائی تعامل اور عدم تعامل، نامیاتی زندگی۔ ہر مخصوص لمحے پر دنیا میں مادے کا ہر انفرادی ایٹم تغیر کی ان میں سے ایک یا دوسری شکل ہے، یا بیک وقت متعدد شکلیں۔ تمام ٹھہراؤ، تمام توازن، صرف نسبتی ہے، صرف اس وقت بامعنی ہے جب اس کا تعلق تغیر کی کسی ایک یا دوسری واضح شکل سے ہو۔ زمین پر، مثال کے طور پر، ایک جسم میکانیکی توازن میں ہو سکتا ہے، میکانیکی طور پر ٹھہراؤ میں ہو سکتا ہے؛ لیکن یہ بات ہرگز اسے زمین اور تمام نظام شمسی کی گردش میں شریک ہونے سے نہیں روکتی اسی طرح جس طرح یہ اس کے خفیف ترین طبیعی ذرات کو اس کی حرارت سے ارتعاش پیدا کرنے سے نہیں روکتی، یا اس کے ایٹموں کو کیمیائی تعامل سے گزرنے سے نہیں روکتی۔ تغیر کے بغیر مادے کا تصور اسی قدر ناممکن ہے جس قدر مادے کے بغیر تغیر کا تصور۔" (ایف۔ اینگلز، قاطع ڈیورنگ، فارن لینگویجز پریس، پیکنگ، صفحات 73-74۔)

چونکہ سرمایہ دارانہ مفکر اکثر عمومی تغیر کو (ارتقاء کو) میکانیکی تغیر سے الجھاتا ہے، وہ مؤثر انداز سے مادے کو تغیر سے جدا کر دیتا ہے، یہ جانے بغیر کہ تغیر، مادے کے وجود کے وسیلے

کی حیثیت سے، مؤخر الذکر سے، فطرت کے مادی تصور کے توسط سے، جڑا ہوا ہے۔ مادے کو تغیر سے جدا کرنا آسان ہے جب مؤخر الذکر کو خالصتاً میکانیکی انداز سے برتا جائے۔ کیونکہ ایسے اجسام وجود رکھتے ہیں جو مشاہدہ کرنے والے کو میکانیکی توازن میں دکھائی دیتے ہیں اور چونکہ سرمایہ دارانہ مفکر اس مشاہدے کو سطحی انداز سے برتتا ہے، اس لیے وہ یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ مادے کا وجود اور تغیر دو مختلف خیالات ہیں۔ یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہ میکانیکی توازن کے نظریے کو مطلق بنانا ہے۔ جیسا کہ اینگلز درستگی سے نشاندہی کرتا ہے، محض کسی جسم کا وجود ہی فطرتی طور پر تغیر سے مربوط ہے خواہ اسے تنگ نظر میکانیکی معنی میں ہی کیوں نہ برتا جائے۔ وہ چٹان جو کبھی کبھار کسی نکتے پر میکانیکی توازن میں آجاتی ہے، اس کا یہ توازن اس حقیقت سے ٹوٹ جاتا ہے کہ زمین گردش کرتی ہے۔ حتیٰ کہ تنگ نظر میکانیکی تناظر میں بھی یہ مشکل ہے کہ میکانیکی توازن کا تصور مادے کے وجود سے باہر کیا جائے، بشرطیکہ نظریہ علم سائنسی گفتگو کے لیے توازن کو ایک بنیادی شے کی حیثیت سے برتنا ضروری بنا دے۔ یہاں ہمارا سامنا ایک اور دلیل سے ہے جو سرمایہ دارانہ فکر کے برخلاف توازن کو جدلیاتی انداز سے برتنے کے حق میں ہے، جو تغیر اور توازن کو ان کے جدلیاتی اتحاد میں دیکھنے کی ضرورت سے قریبی طور پر متعلق ہے۔ چونکہ سرمایہ دارانہ مفکر توازن کو تحرک سے جدا کر کے دیکھتا ہے اس لیے مادے کو تغیر سے علیحدہ کر کے سمجھنے کا راستہ کھل جاتا ہے۔ دونوں تصورات ایک دوسرے سے اسی قدر قریبی تعلق رکھتے ہیں جس قدر جدلیات اور مادیت پسندی مارکس ازم میں ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔

توازن کا ایک اور نہایت اہم پہلو ہے یعنی یہ کہ یہ بخارن کے نظریہ توازن سے واضح طور پر تعلق رکھتا ہے۔ اوپر ہم نے دیکھا کہ تحرک کو میکانیکی طریقے سے برتنے میں توازن کے کردار کے حوالے سے سنگین نتائج نکلتے ہیں۔ ان نتائج میں ہمیں اس اضافے کی ضرورت ہے کہ توازن کے مفروضے کا قیام بالآخر جدلیات میں تضادات کے اتحاد کو مطلق بنا دینے میں مضمر ہے: تضادات کا اتحاد تضادات کی ہم آہنگی بن جاتا ہے، ایک ایسی مطلقیت جو تضاد کے برخلاف ہوتی ہے۔ دائیں بازو کی ترمیم پسندی کا یہ خاص رجحان ہے کہ اس میں عام طور پر مخاصمانہ تضاد کو عمومی تضاد سے الجھایا جاتا ہے[xxvii]۔ یہاں ہم دو مختلف معاملوں کو الجھانا نہیں چاہتے۔ ہم نے اس دلیل سے بحث کا آغاز کیا تھا کہ توازن کا مفروضہ، تغیر اور توازن کے اتحاد کے مابعد الطبعیاتی خاتمے سے ابھرتا ہے، جو عمومی تغیر کو میکانیکی تغیر تک گھٹا دینے کا نتیجہ ہے۔ اب اس نکتے سے بحث ہو رہی ہے کہ جب ترمیم پسند توازن اور تغیر کے علاوہ کسی بھی جدلیاتی تضاد پر (کم از کم رسمی انداز سے) غور کرتے ہیں تو اس حقیقت کی وجہ سے کہ توازن کا مفروضہ اب ارتقاء کا عمومی قانون بن جاتا ہے، لہذا ان کے نزدیک تضادات کا اتحاد ان کے درمیان ہم آہنگی بن جاتا ہے اور کسی نظام کا اندرونی تضاد اس کی ترقی کا انجن نہیں رہتا، جیسے کے پہلے نشاندہی کی جا چکی ہے۔ سوشلزم میں منتقلی کے حوالے سے، دائیں بازو کی ترمیم پسندی نے سرمایہ دارانہ عناصر اور طبقاتی تضادات کے ارتقاء کے رجحان کے حوالے سے مصالحانہ پالیسی کی وکالت کی۔ بخارن نے عبوری معیشت کے بارے میں پریوبراژنسکی کے مابعد الطبعیاتی نکتہ نظر کی مخالفت کی جس کے تحت معیشت کے سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ شعبوں کو خود مختار "ڈبوں" کے طور پر برتا جاتا ہے

اوراس لیے اس حقیقت کو فراموش کر دیا جاتا ہے کہ عبوری معاشرہ تضادات کے ایک مخصوص اتحاد پر مشتمل ہے۔ اس کے برعکس، بخارن دوسری انتہا پر چلا جاتا ہے جس کے تحت عبوری معیشت میں اتحاد کے تصور کی درستگی سے مدافعت کرتے ہوئے اتحاد کو ہم آہنگی بنا دیا جاتا ہے اورارتقاء کے سرمایہ دارانہ اور سوشلسٹ اصولوں کے درمیان مخاصمت کو، کسی بھی طرح، ختم کر دیا جاتا ہے، اس حد تک کہ سرمایہ دار طبقے کے خلاف "اضافی معاشی" دباؤ رکھنے تک سے سختی کے ساتھ انکار کیا جاتا ہے۔

جیسا کہ ہم نے دیکھا، جدلیاتی مادیت کے ساتھ بنیادی طور پر ناموافق ہونے کی وجہ سے توازن کے مفروضے کو مسترد کرنے کی دوررس وجوہات ہیں۔ مارکس ازم-لینن ازم کی کلاسیکی تصنیفات نے توازن کے مفروضے کو اصولی معاملے کی حیثیت سے مسترد کیا اوراس لحاظ سے یہ عقیدہ پرستانہ نفی کا اظہار نہیں ہے۔ اسٹالن کے دور کے نظریہ دان جنہوں نے دائیں بازو کی حزبِ اختلاف کی جانب سے پیش کیے گئے توازن کے ترمیم پسندانہ نظریے کو شواہد کے ساتھ غلط ثابت کیا انہوں نے بھی یہی نکتہ نظر اختیار کیا۔ سوویت یونین میں ترمیم پسندی کے دور میں وہ لوگ جنہوں نے اس "عقیدہ پرستانہ" نفی کے خلاف استدلال کیا وہ اس زبردست حقیقت کو نظر انداز کر رہے تھے کہ مارکسی فلسفہ سرمایہ دارانہ فکر کی مخالفت میں ابھرا اور توازن کا مفروضہ سرمایہ دارانہ اوراصلاح پسند فکر کی فلسفیانہ اور علمی بنیادوں میں سے ہے۔

---

[i] کئی مرتبہ ہمیں ایسے حوالے ملتے ہیں جن میں مارکیٹ کی لبرلائزیشن کے خلاف اس رجحان کی تعریف ترمیم پسندی کے دور میں "اسٹالنزم" کے اظہار کے طور پر کی جاتی ہے۔ لیکن محتاط تجزیہ اور سوشلزم کی سیاسی معیشت کی تاریخ کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ یہ بیان سائنسی ثبوت سے محروم ہے۔ یہ دلیل کئی سالوں تک ٹراٹسکائی نظریہ دانوں نے استعمال کی ہے۔ "اعتدال پسندوں" اور ترمیم پسند سوویت یونین میں لیبرمان جیسے لوگوں کے درمیان تنازعے کا اسٹالن اور دائیں بازو کی حزبِ اختلاف کے درمیان یا "سوویت یونین میں سوشلزم کے معاشی مسائل" والے اسٹالن اور اس کی تنقید کرنے والوں کے درمیان ہونے والے بحث مباحثوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بد قسمتی سے بریزنیف پسندوں کے "اسٹالنسٹ" کردار کے بارے میں یہ دعوی چے گویرا کے معاشی کام کو "اسٹالن ازم" کے خلاف رد عمل ثابت کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ گہرائی سے تجزیہ کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ یہ اندازہ نہایت غلط ہے، حالانکہ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ چے گویرا بھی کسی حد تک اس غلط تصور کے زیر اثر تھا۔

[ii] محنت کے تبادلے کے آفاقی نگران / منتظم کی حیثیت سے قدر کے قانون کی بحالی خوب اچھی طرح ثابت شدہ حقیقت ہے جسے حتی کہ جدید ترمیم پسند خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ تاہم، جدید ترمیم پسندی اسے سرمایہ دارانہ نظام کی بحالی کے مظہر کے طور پر تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔ سرمایہ دارانہ طریقہ پیداوار کی بحالی کا دعوی اس امر کے زیادہ پیچیدہ تجزیے کا تقاضا کرتا ہے کہ قدر کے قانون کی عملداری پیداوار کے ارتکاز کے حالات میں کس طرح

بالآخر سرمایہ دارانہ استحصال کی جانب اور سرمایہ دارانہ پیداوار کے دوسرے دائمی قوانین کی جانب لے جاتی ہے۔ سوویت یونین میں اس تبدیلی نے اپنا اظہار کس طرح کیا اس کے جامع جائزے کے لیے قاری کو ڈبلیو۔ بلانڈ کی کتاب "سوویت یونین میں سرمایہ داری کی بحالی"، ویمبلی، 1980، کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کتاب میں اسٹالن کے بعد کے دور کے سوویت معاشی مواد کے حوالے بڑی تعداد میں موجود ہیں۔

[iii] جیسا کے آگے دیکھا جائے گا، جدید ترمیم پسندی کے نظریہ دانوں کی دلیل یہ تھی کہ ٹیکنالوجی تجربی وحدت سے علیحدگی کا اظہار تھی، ایک ایسے ذریعے کے طور پر جس نے سوویت یونین میں تنظیم کاری کے نظریات کو دوبارہ متعارف کروایا۔ ٹیکنالوجی کا محتاط تجزیہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس میں فلسفیانہ اور طریقِ کار سے متعلق مفروضات ان سے مطابقت رکھتے ہیں جنہیں تجربی وحدت میں تشکیل دیا گیا تھا۔ بوگدانوف کی بعد کی تصنیفات میں ہمیں تجربی وحدت سے قطع تعلق کی کوئی سنجیدہ کوشش دکھائی نہیں دیتی۔

[iv] شیگلوف کی کتاب اور شائع ہونے والا بے شمار دوسرا مواد سوویت کتب خانوں سے 1950ء کی دہائی میں کسی وقت خارج کر دیا گیا۔ بدقسمتی سے، یہ کتاب صرف ایک بار 10 ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی تھی۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کتاب کا یا اس کے اقتباسات کا دوسری زبانوں میں کبھی ترجمہ کیا گیا یا نہیں۔ یہ کتاب مغرب کے کچھ کتب خانوں میں دستیاب تھی لیکن کبھی اس کی تشہیر آزاد خیالی کی "اسٹالنسٹ" تنقید کی مثال کے طور پر بھی نہیں کی گئی۔ المری سوسیلیتو کے ڈاکٹری مقالے "سوویت یونین میں نظامیاتی فکر کا سرچشمہ

اور ترقی (بوگدانوف اور بخارن سے لے کر موجودہ عہد تک سیاسی اور فلسفیانہ تنازعات کا از سر نو جائزہ)"، جو بوگدانوف کی بہترین کتابیات پر مشتمل ہے، اس میں بھی اس کتاب کا ذکر نہیں ہے۔ اسٹالن کے بعد کے دور میں سوویت یونین میں معاشی افکار کی تاریخ کے بارے میں لکھے جانے والے جائزوں میں بھی اس کتاب کا نام سامنے نہیں آتا۔ ہم چند سرمایہ دارانہ عالمین کے یہاں اس کتاب کے حوالوں سے واقف ہیں۔ مثال کے طور پر، ای۔ مینڈلشان اور ایچ۔ نووٹنی کی ادارت کردہ کتاب "1984ء: یوٹوپیا اور ڈسٹوپیا کے درمیان سائنس" میں شیگلوف کی کتاب کا حوالہ بوگدانوف کی کتابیات کے حصے کے طور پر ملتا ہے (آرٹیکل "بوگدانوف کا سرخ ستارہ: ایک ابتدائی بالشویک سائنس یوٹوپیا" میں)۔ 'سرکاری سوویت تاریخ دانوں نے، ماسوائے اے۔ وی۔ شیگلوف، روایتی طور پر، بوگدانوف کی اہمیت کو ایک نظریہ دان اور سیاستدان کے طور پر گھٹا کر دکھایا ہے۔ یہ زیادہ تر مغربی یورپ کے اسکالرز تھے جن پر اسے تاریخی منظر نامے میں واپس لانے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔' (سلاف اور مشرقی یورپی ریویو، جلد 59، نمبر۔ 1 (جنوری 1981)، صفحہ، 118۔) بی۔ ایچ۔ سمنر جریدے 'سلاف اور مشرقی یورپی ریویو، جلد 17، نمبر۔ 49 (1938)، صفحہ، 151۔) میں معروف سوویت جریدے "پوڈنامینیم مارکسزما"، 1936ء، نمبر 5، صفحہ 65" میں شیگلوف کے آرٹیکل کا ذکر کرتا ہے۔ تاریخی مادیت پر پوکروفسکی کے خیالات کے گرد تنازعے کے حوالے سے بھی شیگلوف کے آرٹیکل کے حوالے سامنے آتے ہیں۔ یہ بوگدانوف کے پرولتاری کلچر کے بارے میں تشکیل دیے گئے خیالات سے مماثلت رکھتے تھے۔ ان خیالات کے مطابق پرولتاری سائنس (جو کہ بنیادی

طور پر ٹیکنالوجی ہے) کو ابھرنے کی ضرورت ہے تاکہ سرمایہ دارانہ سائنس کو بیدخل کیا جا سکے۔ شیگلوف کا ایک حوالہ سوویت یونین کی اکیڈمی آف سائنسز کے اکنامک انسٹیٹوٹ کے ایک معروف جریدے میں 1991ء میں شائع ہوا تھا اور اسے انگریزی میں اس طرح ترجمہ کیا گیا تھا: 'اس آرٹیکل کا مصنف اے۔ شیگلوف تھا، جو بدنام زمانہ "اسٹالنسٹ" تعلیم دان ایم۔ میتن کا قریبی ساتھی تھا اور "مارکسزم میں بوگدانوف کی ترمیم پسندی کے خلاف لینن کی جدوجہد (ماسکو، 1937ء)" نامی شیطانی کتابچے کا مصنف تھا جو سوویت یونین میں بوگدانوف اور پرولتاری کلچر کے جائزے کا حتمی ماخذ بن گیا تھا۔ (جارجی ڈی۔ گلوویلی، سوویت فکر کے مطالعے 42: 29-55، 1991ء۔) مجموعی طور پر، کم از کم یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ سرمایہ دارانہ ادب میں شیگلوف کی کتاب کے حوالے قلیل ہیں۔ یہ کتاب ترمیم پسندی کے خلاف نظریاتی جدوجہد میں جنگجو مارکسزم کے نمائندے کی حیثیت سے کئی مارکسی-لیننی افراد کے لیے انجانی ہے۔ سرمایہ دار اسکالرز مؤخرالذکر کا حوالہ عام طور پر "اسٹالنسٹ" کی ناپسندیدہ اصطلاح سے دیتے ہیں۔

[7] مغرب میں کئی سرمایہ دار نظریہ دان بشریاتی سائنسوں اور سیاسی معیشت کے میدان میں سوویت ادب کی سرخیاں اشتیاق سے پڑھتے تھے۔ ایسا مختلف وجوہات کی بنا پر کیا جاتا تھا؛ سوویت نظریات کی تعریف و توصیف یقیناً اس کا مقصد نہیں تھا۔ سیاسی معیشت کے حوالے سے یہ بات خاص طور پر درست تھی۔ مغربی معیشت دانوں کو ترمیم پسند نظریات میں کوئی حقیقی قدر دکھائی نہیں دیتی تھی، خواہ وہ سرمایہ دارانہ معاشی نظریات سے کتنے ہی متاثر

ہوں۔ ایک استثنیٰ ایل۔ وی۔ کانترووچ تھا جو معیشت میں نوبل پرائز (1975ء) وصول کرنے والا واحد سوویت شخص تھا۔ 1939ء میں کانترووچ نے ایک کتابچہ شائع کیا جس کا عنوان تھا "پیداوار کی منصوبہ بندی اور تنظیم کاری کے ریاضیاتی طریقے"، (انگریزی ترجمے کے لیے دیکھیے مینجمنٹ سائنس، جلد 6، نمبر 4 (جولائی 1960ء) صفحہ 366-422)۔ اس مضمون میں اس چیز کی بنیاد ڈالی گئی جسے ادب میں لینیئر پروگرامنگ کہا جاتا ہے۔ اس کام کو بعد میں اضافے کے ساتھ مشہور کتاب "معاشی وسائل کا بہترین استعمال" میں شائع کیا گیا جو سوویت یونین میں 1959ء میں شائع ہوئی اور انگریزی سمیت کئی دیگر زبانوں میں 1960ء کی دہائی میں ترجمہ ہوئی۔ یہ دعوی کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت میں معیشت کے میدان میں "عقیدہ پرستوں" کی مزاحمت کی وجہ سے اتنی تاخیر ہوئی جب کہ اس کا پہلا مسودہ 1942ء میں لکھا جا چکا تھا (دیکھیے ایس۔ ایس۔ کٹاٹیلاٹزے و دیگر 'سائبیرین ریاضیاتی جرنل'، جلد 43 (2002ء)، صفحہ 3-8)۔ روسی اور مغربی ماہرین معاشیات دونوں ہی اس کا حوالہ ریاضیاتی معاشیات کے مؤجد کے طور پر دیتے ہیں۔ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ لینیئر پروگرامنگ کو اپنے امریکی ہم منصبوں سے پہلے کانترووچ نے دریافت کیا تھا۔ محدود وسائل کے ساتھ منافع کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے اور لاگت کو کم سے کم رکھنے کے لیے آج مینجمنٹ میں لینیئر پروگرامنگ کا وسیع استعمال کیا جاتا ہے۔

[vi] بخارن کی جانب سے نظریہ توازن کا استعمال سیاسی معیشت سے کہیں زیادہ آگے جاتا ہے۔ یہ اس کی کتاب "تاریخی مادیت (ایک عمرانی نظام)" میں موجود تاریخی مادیت کی تشریح کی بنیاد ہے۔ اس سے آگے نپٹا جائے گا۔

[vii] یہ کہنا درست نہیں ہو گا کہ دائیں بازو کی حزب اختلاف کے معاشی نظریات کے انکشاف کا ذکر جنگ کے بعد (دوسری عالمی جنگ) کے زمانے میں ہرگز نہیں کیا گیا۔ مثال کے طور پر، اے۔ ولگوف، اپنے آرٹیکل "جے۔ وی۔ اسٹالن کی تصنیف 'یو ایس ایس آر میں زرعی پالیسی سے متعلق سوالات کے بارے میں'" میں جسے معروف اقتصادی جریدے "ووپروسی اکانومیکی" (اقتصادی سوالات)، نمبر 4، 1948ء، صفحہ 8، میں شائع کیا گیا، اسٹالن کی تصنیف کو یاد کرتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے وہ قاری کو بخارن کے معاشی نظریے کی یاد دلاتا ہے بشمول نظریہ توازن۔ تاہم، ولگوف نظریہ توازن کا ذکر اس کے محدود معنی میں کرتا ہے جو عبوری معیشت میں سوشلسٹ اور سرمایہ دارانہ نظام پیداوار کے درمیان مبینہ توازن اور پرامن بقائے باہمی کے امکان کا حوالہ دیتا ہے۔ درحقیقت، نظریہ توازن ایک زیادہ عمومی مسئلہ ہے۔ قاری کو بوگدانوف ازم اور بخارن ازم کے دوبارہ ظہور کی یاددہانی کراتے ہوئے، اسٹالن شعبہ جات کے درمیان نظریہ توازن سے کہیں زیادہ وسیع مسئلے کی بات کر رہا تھا۔ اس پہلو سے، شیگلوف کی کتاب بوگدانوف اور بخارن کے نظریاتی سرچشموں اور سرمایہ دارانہ بحالی سے ان کے ربط و مطابقت کی سب سے کامل تنقید کا درجہ رکھتی ہے۔

[viii] بعض ایسے مصنف بھی تھے جنھوں نے اسٹالن کی تصنیف "معاشی مسائل" کو پر خلوص انداز سے اپنایا تھا اوراسے سوشلزم کی سیاسی معیشت کے پیچیدہ ترین سوالوں کی سمجھ بوجھ کے حوالے سے ایک پیش رفت سمجھتے تھے۔ ان میں ہم سمولن کے بہترین آرٹیکل "پیداواری اجناس کے تبادلے کی مبادیات" کو تسلیم کرناچاہیں گے۔

[ix] مثال کے طورپر گوریلک کا جائزہ دیکھیے جو ان میں سے ایک سرمایہ دارانہ اسکالر تھا جنھوں نے بوگدانوف کا سب سے زیادہ مطالعہ کیا ہے۔ اس نے ٹیکٹالوجی کے حصوں کا انگریزی ترجمہ کیا ("مضامینِ ٹیکٹالوجی: تنظیم کی عمومی سائنس"، سی سائڈ کلف، انٹر سسٹمز پبلیکیشن، 1980) 'جدید نظامیاتی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ بوگدانوف نے بعد کی عمومی سائنسوں کے، اور خصوصا لڈوگ وان بارٹالانفی کی جنرل سسٹمز تھیوری اور ڈبلیو۔ روس ایشبی کی سائبر نٹکس (جی۔ گوریلک، 'بوگدانوف کی ٹیکٹالوجی: اس کے ارتقاء کی نوعیت اور اثرات'، سوویت افکار کے مطالعہ جات، جلد26، نمبر1، (1983ء)، صفحات 42-43)، اکثر مرکزی تصورات کی پیش بنی کرلی تھی۔ آر۔ بیلو کو بھی دیکھیے 'ہمارا دعوی ہے کہ ٹیکٹالوجی–کم وبیش 15 سال پہلے–ان تمام بنیادی تصورات پر مشتمل تھی جنہیں بعد میں جنرل سسٹمز تھیوری نے ترقی دی۔ جیسا کہ ہم دیکھیں گے، ٹیکٹالوجی نظامیات کے کسی بھی نظریے کی حتمی توسیع ہے۔ اس حقیقت کو ہم عصر خصوصی ادب میں وسیع پیمانے پر نظر انداز کیا جاتا ہے۔' (دی سسٹمز اپروچ: اے۔ بوگدانوف اور ایل۔ وان بارٹالانفی کے سوویت افکار میں مطالعے'، جلد30، نمبر2 (اگست1985ء، صفحہ 131۔)

---

[x] ایڈم اسمتھ کے تصورِ توازن کا کردار (دیکھیے باب 7اور10 'دی ویلتھ آف نیشنز' کتاب 1 میں) عمومی توازن کے جدید سرمایہ دارانہ نظریات کے قیام میں سرمایہ دارانہ مصنفین کے درمیان ایک متنازعہ موضوع ہے۔ عمومی توازن کے مشہور و معروف مدافعین جیسے کہ کینتھ ایرو (معاشیات میں 1972ء کا نوبیل پرائز جیتنے والا) اور فرینک ہان (دیکھئے 'جنرل ایکولبریئم انلائسز') نے دعوی کیا تھا کہ '(ایڈم) اسمتھ عمومی توازن کے نظریے کا بانی تھا'۔ ہم دیگر مصنفین کے ساتھ اتفاق کریں گے جیسے کہ گیون کینیڈی، یا، رمیش چندرا جن کا تخمینہ اس مبالغہ آرائی کے برخلاف ہے: 'ایک نکتہ نظر ابھرا ہے جو معاشیات میں ایڈم اسمتھ کے اضافے کو نظریہ توازن کی مد میں دیکھتا ہے۔ یہ مقالہ بحث کرتا ہے کہ توازن کی معاشیات نہ ہی اسمتھ کا اہم اضافہ ہے اور نہ اس کی فکر کا مرکزی خیال۔' (آر۔ چندرا، 'ایڈم اسمتھ اور مسابقتی توازن (Competitive Equilibrium)'، ایوول۔ انسٹ۔ ایکون۔ ریو۔ 1(1): 57-83، 2004)۔

[xi] جیسا کہ ہم آگے دیکھیں گے، بخارن اپنے دعوے میں اس حد تک آگے چلا گیا کہ مارکس نے، کسی نہ کسی طرح، نظریہ توازن کی حمایت کی تھی۔

[xii] ٹیکٹالوجی میں بوگدانوف نے تنظیمی اصولوں کے تعارف کے لیے اس میکانیکی تفصیل کا کافی استعمال کیا۔

[xiii] میکانیات کی طرح، ہم کہہ سکتے ہیں کہ مستحکم اور غیر مستحکم توازن وجود رکھتا ہے۔ مستحکم توازن کا تعلق اس معاملے سے ہے جب توازن کی ایک حالت میں خلل کے بعد ایک خالص قوت نظام میں توازن کی حالت بحال کر دیتی ہے۔ غیر مستحکم توازن کا تعلق اس معاملے سے ہے جب خالص قوت خلل کے بعد نظام کو اس توازن سے دور دھکیل دیتی ہے۔ اگر اس میکانیکی مسئلے کو ممکنہ توانائی کے نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو طبعیات میں حالتیں کم از کم ممکنہ توانائی حاصل کرنے کا رجحان رکھتی ہیں۔ غیر مستحکم توازن کو ممکنہ توانائی کی حیثیت سے ایسے نظام کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے جس کے لیے توازن میں خلل ممکنہ توانائی میں کمی کی جانب لے جاتا ہے۔ عمومی طبعیات کے قانون کی وجہ سے، نظام عدم استحکام کی اس حالت سے نکل جائے گا کیونکہ استحکام کی حالت سے دور ہونے کی حرکت کا نتیجہ ممکنہ توانائی میں کمی کا باعث ہو گا۔ اس کے برعکس، مستحکم توازن کا تعلق ان حالتوں سے ہے جن میں مقام کی کوئی بھی تبدیلی ممکنہ توانائی میں اضافے کا باعث ہو گی۔ میکانیکی نظاموں کی تفصیل کے بیان میں یہ معروضات درست ہیں۔ جب ان معروضات کو بشریات میں منتقل کر کے ایسا نظامِ فکر تشکیل دیا جاتا ہے جو توازنوں کی حالت کی جانب خودرو رجحان کے مفروضے کو مسلط کرتا ہے تو تب ہم مابعد الطبعیات کی، میکانیکی مابعد الطبعیات کی، بات کرتے ہیں۔ یہ رجحان، زیادہ نفیس صورت میں، بوگدانوف ازم اور بخارن ازم کا خاصہ ہے۔

[xiv] اس کے معنی گہرے ہیں۔ اس 'حالات کے خاص مرکب' میں مضمر ہے کہ توازن دراصل ایک ایسا حادثہ ہے جو میکانیات سے اخذ کردہ مابعد الطبعیاتی قوانین کا نتیجہ نہیں

ہے۔ ہم اس حصے میں ذیل میں دیکھیں گے کہ مارکس اس حادثاتی خاصیت کو کیسے دیکھتا ہے جب وہ سرمایہ دارانہ کلاسیکی معاشی فکر کا تجزیہ کرتا ہے اور اس کی اندرونی بے ضابطگیوں کو بے نقاب کرتا ہے۔

[xv] یہ غور کرنا ضروری ہے کہ یہاں کی گئی وضاحت مارکسی طریقیت کی ایک سادہ مثال ہے۔ مارکسی طریقیت، جس طرح مارکس نے 'سرمایہ' میں اس کا اطلاق کیا ایک کافی وسیع معاملہ ہے جو یہاں دی گئی مثال سے کافی آگے تک جاتا ہے۔

[xvi] متحرک توازن کا تصور یقینا بخارن نے تخلیق نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ واحد شخص تھا جس نے اسے سیاسی معیشت کے عبوری دور پر اطلاق کے لیے استعمال کیا۔ معاشیات کے مظاہر میں تغیرات اور حالت سکون کے درمیان تعلق کا بیان ہمیں کاندریتیف میں بھی ملتا ہے (وہ سوشلسٹ-انقلابی پارٹی کا رکن تھا جو نرودنک تحریک سے ابھری؛ وہ کیرنسکی حکومت کا رکن تھا اور روس میں ہی مقیم رہا؛ 1902ء میں اس نے انسٹیٹیوٹ آف کن جیکچر (قیاس) قائم کیا اور 1920ء کی دہائی تک بہت بااثر معیشت دان بن گیا جو ایک ایسے معاشی ماڈل کی وکالت کرتا تھا جو زراعت اور چھوٹی صنعت کو اولین ترجیح دینے پر بنیاد رکھتا تھا) جو اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ پیٹی بورژوا فکر میں ان دونوں نکات نظر کے درمیان کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔ کاندریتیف یہ اصول تسلیم کرتا ہے کہ معاشی مظاہر تغیر کی مستقل حالت میں یا بہاؤ کی حالت میں ہیں: 'نتیجتا، سکوت کا تصور، خواہ یہ کتنا ہی کامل ہو، معاشی حقیقتوں کی مکمل توجیہ کرنے سے اور ان کا سائنسی تجزیے کرنے اور انہیں سمجھنے کی ہماری دیرینہ

خواہش کی تسکین کرنے سے قاصر ہے۔' (ساکن اور متغیر معیشت کا نکتہ نظر'، اکنامکس کا سہ ماہی جریدہ، جلد 39، نمبر 4، (اگست، 1925ء)، صفحہ 575)۔ بہت سے سرمایہ دارانہ مکاتب بھی اسے تسلیم کرتے ہیں اور یہ بات بذات خود مابعد الطبعیاتی فکر سے علیحدگی کی نمائندگی نہیں کرتی۔ کاندریتیف کا کارنامہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتا تھا کہ جس چیز کو وہ سکوتی نکتہ نظر کہتا تھا وہ توازن کے مفروضے سے قریبی تعلق رکھتی تھی: 'یہ (سکوتی نکتہ نظر) حقیقت کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے گویا اس کے اجزاء طے شدہ توازن کی حالت میں ہوں' (ایضا، صفحات 576-567)۔ حالانکہ وہ بالکل درست بات کہتا ہے لیکن وہ میکانیکی انداز سے معاشی مظاہر میں ساکن توازن کے طریقہ کار کو متحرک (متغیر) توازن میں منتقل کرکے اس کے اطلاق کو بدل دیتا ہے: ' متحرک نظریہ بے شک توازن کے تصور کو استعمال کرسکتا ہے؛ لیکن اس صورت میں یہ ساکن توازن کا نہیں بلکہ متغیر توازن کا، یعنی تبدیل ہوتے عناصر کا تصور ہوگا' (ایضا، صفحہ 578)۔ تغیر کا یہ تصور طبعیات کے عمومی مضمون میں اچھی طرح جانا پہچانا ہے اور اسی قدر میکانیکی ہے جس قدر سکوت کے بارے میں خیالات۔ یہ معاشی مظاہر میں ان سکوتی تصورات سے ابھرتا ہے جو معاشی نظاموں کے ارتقاء کی میکانیکی تشریحات کے لیے راستہ کھولتی ہیں: 'سکوتی تصور معاشی مظاہر کو بنیادی اور اصولی طور پر، وقت میں ان کی تبدیلیوں کو خاطر میں لائے بغیر دیکھتا ہے' (ایضا، صفحہ 576)۔ اس میں بنیادی طور پر یہ بات مضمر ہے کہ سکوتی نکتہ نظر نامکمل ہے کیونکہ یہ وقت کے ارتقاء کو خاطر میں نہیں لاتا یا محض اس سادہ وجہ سے کہ یہ مظاہر کی وضاحت میں وقت کو شامل نہیں کرتا۔ اگر وقت کا پہلو نظر میں رکھا جائے تو سکوتی نکتہ نظر متغیر بن جاتا

ہے اوراس وجہ سے یہ معاشی مظاہر کی بدلتی دنیا کو اوران کے باہمی تعلق کو بیان کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس معنی میں ہی توازن کا مفروضہ خود کو خالصتا سکوتی تصور سے 'متغیر عناصر' کے توازن کے متحرک تصور کے معنی میں قائم رکھتا ہے، یعنی کہ توازن کے نکات ساکن نہیں ہیں بلکہ وقت کے ساتھ بدلتے ہیں۔ غالبا یہ یاد رکھنا متعلقہ ہو گا کہ، بخارن کے بر عکس، کاندریتیف اور 1920ء کی دہائی کے دیگر ماہرین معاشیات جو بالشویک پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے تھے انہوں نے سرمایہ دارانہ معیشت دانوں کے ساتھ رابطوں کو تسلیم کیا تھا۔ یہ بات واضح ہے کیونکہ توازن کا مفروضہ جعلی مارکس ازم کی ایجاد نہیں ہے بلکہ بنیادی طور پر سرمایہ دارانہ خیال ہے۔ کاندریتیف اور1920ء کی دہائی کے دوسرے معیشت دانوں کا کام اس حقیقت کی مثال پیش کرتا ہے کہ بوگدانوف اور بخارن کے خیالات بالآخر سرمایہ دارانہ فکر کے خوب متعین اصولوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

[xvii] بخارن جدلیات کے اس بیہودہ تصور کو اپنی تصنیف 'تاریخی مادیت' کے دوسرے باب میں متعارف کراتا ہے: 'مادہ تغیر کی حالت میں: یہی اس دنیا کا مواد ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ کسی بھی مظہر کو سمجھنے کے لیے اس کا مطالعہ اس کی ابتداء کے عمل میں کیا جائے (کیسے، کہاں سے، یہ کیوں وجود میں آیا)، اس کا ارتقاء، اس کی تباہی، الغرض، اس کا تغیر، اور اس کی بظاہر ساکن حالت نہیں۔ اس متغیر نکتہ نظر کو جدلیاتی نکتہ نظر بھی کہا جاتا ہے' (این۔ بخارن، صفحہ 64)۔ اس بظاہر مارکسی دعوے کا مابعد الطبعیاتی جوہر بڑی حد تک

بخارن کے نظریہ توازن سے بے نقاب ہو جاتا ہے۔ جدلیات کے ساتھ اسی قسم کا برتاؤ ہم بعد میں ماؤزے تنگ میں پاتے ہیں۔ اس معاملے سے ایک علیحدہ حصے میں نپٹا جائے گا۔

[xviii] بخارن کے متحرک توازن کے میکانیکی جوہر کی وضاحت ہم اس مثال سے کر سکتے ہیں۔ فرض کریں کہ دنیا کو ایک ساکن نظام سمجھنا یہ بات کہنے کے مترادف ہے کہ زمین ہموار ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ زمین کو گول پایا گیا جس سے اس بات کا براہ راست ثبوت ملا کہ ہمواریت کا مفروضہ ناقص ہے۔ تاہم، کیا یہ تسلیم کرنا کہ زمین ہموار نہیں ہے اس مابعد الطبعیاتی طریقہ کار کو تحلیل کرنے کے لیے کافی ہے جو پہلے پہل زمین کے ہموار ہونے کے تصور کی جانب لے گیا؟ نہیں، یہ کافی نہیں ہے اور بالکل اسی وجہ سے فطرت اور سماج کے ہمیشہ تبدیل ہونے والے کردار کو تسلیم کرنا جدلیات کو تسلیم کرنے کے مترادف نہیں ہے۔ مابعد الطبعیاتی طریقہ کار زمین کی سطح کو مختصر متوازی لکیروں (یا زمین کے قطر سے کہیں زیادہ چھوٹی لکیروں) کا سلسلہ سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ نظریہ علم جس نے زمین کی ہمواریت کے مفروضے کو پہلے پہل جنم دیا ایک مختلف پس منظر میں محفوظ ہے۔ بخارن اسی طرح کا عمل کرتا ہے جو یہاں بیان کیا گیا۔ چونکہ زمین ہموار نہیں ہے، یا کیونکہ فطرت اور سماج ساکن نظام نہیں ہیں، لہذا مؤخر الذکر کی وضاحت، ساکن توازن کی واحد حالت کے برخلاف توازنوں کی متواتر حالتوں کی شکل میں ہوتی ہے: ایک متوازی لکیر کی نقل مختصر مگر سیدھی لکیروں کے وسیع سلسلے سے کی جا سکتی ہے۔ حتی کہ یہ مزید سیدھی نہیں لگتی اگر یہ بنیادی طور پر سیدھی لکیر ہی رہے۔

[xix] ایڈم اسمتھ اور ریکارڈو یقیناً اس سے زیادہ نفیس ہیں۔ در حقیقت، وہ قدرِ زائد کے تصور پر غور کرتے ہیں۔ تاہم، یہ مثال سرمایہ دارانہ فکر کے علمی نظریے کی اچھی وضاحت ہے، بشمول کلاسیکی فکر کے ان دو رہنما مفکروں کے۔ مثلاً، ایڈم اسمتھ قدرِ زائد اور منافع کو ملا کر وہی غلطی کرتا ہے جس کی وضاحت اوپر کی گئی اور ایسے واضح تضادات پر پہنچتا ہے جنہوں نے اسے ، ریکارڈو اور اس کے مقلدین کی طرح، قدرِ زائد کے معاشی زمرے کے جوہر کو بے نقاب کرنے کے قابل نہیں رہنے دیا۔ یہ مابعد کلاسیکی معیشت دانوں کا خاصہ رہتا ہے، جن میں بوگدانوف اور بخارن بھی شریک ہیں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ سرمایہ دارانہ معیشت دانوں کے برعکس ، جن سے انہوں نے توازن کا مفروضہ ادھار لیا، وہ اس سے واقف ہیں اور مارکسی سیاسی معیشت کے اس بنیادی اصول کو اور قدرِ زائد کے نظریے کو مکمل طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

[xx] مارکس متعدد مواقعوں پر کلاسیکی مکتب میں معاشی زمروں کے تکراری (Tautological) کردار کو بے نقاب کرتا ہے۔

[xxi] توازن کی حالت کو طلب اور رسد کے درمیان قدر کو متعین کرنے والے عنصر کے طور پر استعمال کرنے کا یہ رجحان مابعد کلاسیکی معاشی فکر میں نمایاں بن جاتا ہے۔ یہ یاد رکھنا اہم ہے کہ ایڈم اسمتھ، مارکیٹی قیمت کے قدرتی رجحان کے قدرتی قیمت کی جانب جھکاؤ کے مفروضے (جسے ہم پیداوار کی قیمت کہیں گے) سے رجوع کرتے ہوئے نظریہ توازن کی وکالت نہیں کرتا: 'قدرتی قیمت، لہذا، ایک طرح سے، مرکزی قیمت ہے، جس کی جانب

تمام اجناس کی قیمتیں کھنچی چلی آتی ہیں۔ مختلف حادثات کبھی کبھار انہیں اس سے کافی اوپر تعطل میں رکھ سکتے ہیں اور بعض اوقات انہیں کسی حد تک اس سے نیچے جانے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ رکاوٹ کوئی بھی ہو جو انہیں سکوت اور تسلسل کے اس مرکز میں ٹھہرنے سے روکتی ہے، یہ مستقل طور پر اسی کی جانب جھکتی ہیں' (ایڈم اسمتھ، 'دی ویلتھ آف نیشنز' پینگوئن بکس، 1982ء، صفحات 160-161)۔ مارکس بھی قیمت اور قدر کے بارے میں بات کرتا ہے جس کے زریعے اول الذکر مؤخر الذکر کے گرد اتار چڑھاؤ کرتی ہے۔ تاہم، مارکس قیمت اور قدر کے درمیان رشتے کے متعلق اس طرح بات نہیں کرتا جیسے کہ توازن کے نکتے کے گرد پنڈولم۔ توازن کے مفروضے کی مدافعت کرتے ہوئے ایڈم اسمتھ مابعد کلاسیکی مکاتیب میں سے بہت سوں سے مختلف نظر آتا ہے ان معنی میں کہ وہ طلب اور رسد کے درمیان توازن کو قدر کی کمیت کا پیمانہ نہیں سمجھتا۔ ان معنی میں، یہ مابعد کلاسیکی مکاتیب ہیں جو کلاسیکی اسکول کے بیہودہ عناصر کو مزید استعمال میں لاتے ہیں اور قدر کے تصور کو ہی مؤثر انداز سے ختم کر دیتے ہیں۔

[xxii] بخارن اور بوگدانوف کے نظام میں یہ اندرونی تضاد نہیں ہے جو ارتقاء کا محرک ہے بلکہ وسیلے اور نظام کے باہمی ردعمل کا میکانیکی تصور ہے، بالکل اسی طرح جیسے کہ، مثال کے طور پر، ارتقاء کو تھرموڈائنامکس (توانائیت) میں، طبعیات کے عمومی موضوع کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ بوگدانوف کی ٹیکٹالوجی کی اس خاصیت کو جسے بعد میں بخارن نے تاریخی مادیت اور سیاسی معیشت کے اپنے نظریے کے لیے اپنایا ہم بعد میں دیکھیں گے۔

اس موقع پر متعلقہ بات یہ ذہن نشین رکھنا ہے کہ توازن کا مفروضہ دائمی طور پر ارتقاء کی میکانیکی سمجھ بوجھ سے جڑا ہوا ہے اور، لہذا، ایک سرمایہ دارانہ تصور ہے۔ مثال کے طور پر ہربرٹ اسپینسر کو لیں جو 19 ویں صدی کا ایک ممتاز سرمایہ دارانہ فلسفی تھا، جس نے، خواہ بوگدانوف اس کا اعتراف کرے یا نہ کرے، اسے بہت زیادہ متاثر کیا۔ اسپینسر نے، دیگر چیزوں کے علاوہ، ارتقاء کے بارے میں اپنے خیالات کے حوالے سے بھی نام کمایا: 'ہر قسم کے ارتقاء میں، اس متحرک توازن کی کم و بیش بحالی اور اس کی جانب مستقل مطابقت ہے' (ایچ۔ اسپینسر، 'فرسٹ پرنسپلز'، دی آن لائن لائبریری آف لبرٹی، اے پروجیکٹ آف لبرٹی فنڈ، انکارپوریٹڈ، صفحہ 276)۔ اس متحرک توازن کی تکمیل، جسے اسپینسر مکمل توازن کی جانب ایک عبوری حالت سمجھتا ہے، یہ قوتوں کے مخصوص توازن کا نتیجہ ہے۔ یہ قوتیں اندرونی تضادات کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ شے کے وسیلے کے ساتھ باہمی ردعمل کا نتیجہ ہیں: 'جب تک کسی بھی سمت میں کوئی بقیہ قوت رہتی ہے-خواہ یہ اس قوت کی بہتات ہو جو قوتوں کا مجموعہ ماحول پر ڈالتا ہے یا ایسی قوت ہو جو قوتوں کے مجموعے پر ماحول کی جانب سے اثرانداز ہوتی ہے-توازن موجود نہیں رہتا؛ اور لہذا مادے کی تقسیم نو لازمی طور پر جاری رہنا چاہیے۔' (ایچ۔ اسپینسر، ایضا، صفحہ 276)۔

[xxiii] تجربیت پسندی ایک فلسفیانہ رجحان ہے جسے سرمایہ دارانہ فکر میں وسیع طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور جو تجرباتی مشاہدات کو علم کا واحد ماخذ سمجھتا ہے۔ تجربیت پسندی کی دو بنیادی قسمیں ہیں: مثالیت اور مادیت۔ اول الذکر، تجرباتی ڈیٹا کو حسیات اور تصورات کا مجموعہ

سمجھتا ہے۔ مؤخر الذکر تجربے کے معروضی کردار کو تسلیم کرتا ہے، جبکہ جدلیاتی مادیت مادیت پسندانہ تجربیت پسندی کے اصول کو تسلیم کرتی ہے اور اس کے ابتدائی مدافعین (بیکن، لاک، ہابس، 18 ویں صدی کے فرانسیسی مادیت پسند) کے ترقی پسندانہ کردار کی قدر کرتی ہے مگر یہ اس کے یکطرفہ کردار کو مسترد کرتی ہے، خصوصا تجرید کی طاقت کو استعمال کرنے میں اس کی عدم صلاحیت کو، جیسا کہ مارکس کی سیاسی معیشت نے ثابت کیا ہے۔

[xxiv] مارکس اور اینگلز گاہے بگاہے نفی کی نفی کے قانون کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ یاد رکھنا مناسب ہو گا کہ اس دعوے کی مارکسی سمجھ بوجھ اس سے بہت مختلف ہے جو مابعد الطبعیاتی نظام کا سہ رخا پن ہے (دعوی–رددعوی–امتزاج دعوی، جسے ہیگل نے متعارف کرایا اور ترمیم پسندوں نے برقرار رکھا)۔ بخارن ان میں سے ایک ہے جو اس مابعد الطبعیاتی نظام کا استعمال کرتے ہیں اور اس نے توازن کے اپنے مفروضے میں اس کا اچھی طرح سے تعامل کیا۔: 'ہیگل نے تغیر کی اس خاصیت کا مشاہدہ کیا اور اس کا اظہار اس طرح کیا: اس نے توازن کی اصل حالت کو دعوی کہا، توازن کے خلل کو رد دعوی کہا اور ایک نئ بنیاد پر توازن کے دوبارہ قیام کو امتزاج دعوی کہا (تضادات میں مصالحت کو متحد کرنے والا دعوی)۔ تمام چیزوں میں موجود تغیر کی خاصیت، جو اپنا اظہار اس سہ پہلو فارمولے میں کرتی ہے، اس نے اسے جدلیات کہا۔ (این۔ بخارن، ایضا، صفحات 74-75)۔ بخارن اس حد تک استدلال کرتا ہے کہ ہیگل نے جدلیات کی ترقی کے لیے توازن کے نظریے کو استعمال کیا، جو ہیگل

کے ساتھ ناانصافی ہے۔ بخارن نہ صرف ہیگل سے ناانصافی کرتا ہے، بلکہ سب سے بڑھ کر مارکس کے ساتھ کیونکہ وہ جدلیاتی مادیت کو نظریہ توازن کے نکتہ نظر سے پیش کرتا ہے۔

[xxv] ہم بعد میں اس سے کچھ تفصیل سے نپٹیں گے۔ اس موقع پر یہ یاد رکھنا موزوں ہو گا کہ بوگدانوف اور بخارن کے رویے مارکس اوراینگلز کی نظریہ توازن کی تشریح کی جانب ایک دوسرے سے زرا مختلف ہیں۔ بوگدانوف کی غالب رائے یہ ہے کہ مارکس نے اپنا تاریخی، فلسفیانہ اور معاشی تجزیہ ایک محدود ڈھانچے میں کیا اورلہذا، مارکس ازم خیالات کا ایک غیر کامل نظام ہے۔ حالانکہ، بوگدانوف کے مطابق، مارکس ازم اس کے تنظیمی نظریے سے متضاد نہیں ہے، لیکن مؤخرالذکر زیادہ ترقی یافتہ اور بنیادی نظریہ ہے۔ بخارن، حالانکہ وہ بوگدانوف کے زیر اثر تھا، اس حوالے سے مارکس ازم کے بارے میں مختلف رویہ رکھتا ہے۔ اس نے اس خیال کی حمایت کی کہ مارکس کے طریقہ کار کا اصل جوہر توازن کے مفروضے میں اپنی جڑیں رکھتا ہے، کہ اس نے واضح طورپر اسے تشکیل نہیں کیا، تاہم وہ اس کی وجہ بیان نہیں کرتا۔ بخارن حقیقتا یہ یقین رکھتا ہے کہ توازن کا مفروضہ مارکس ازم میں عمومی طورپر جڑیں رکھتا ہے اورمارکسی سیاسی معیشت میں خصوصی طورپر۔ تاہم، جیسا کہ لینن نے نشاندہی کی ہے، جدلیاتی مادیت کے اطلاق کا توڑ کر ہی کیا، بخارن کے خیالات اس کی سمجھ بوجھ کی عدم صلاحیت کا اظہار ہیں۔

[xxvi] ہربرٹ اسپینسر کا ایک اور حوالہ دینا سہولت پیدا کرے گا۔ در حقیقت، اسپینسر کے فلسفیانہ اصولوں کے بغیر ٹیکٹالوجی کے نظریہ علم کو سمجھا بہت دشوار ہے۔ 'لڑھکتا پتھر اپنی

رفتار کے حصوں کو ان چیزوں کے حوالے کرتا ہے جن سے وہ ٹکراتا ہے اور بالآخر ساکن حالت میں آجاتا ہے؛ اسی طرح جس طرح وہ بہت سے چیزیں جن سے وہ ٹکرایا ہے۔ بادلوں سے اتر کر زمین کی سطح پر چھلکتے ہوئے جب تک کہ یہ دریاؤں اور قدرتی چشموں میں جمع ہوتا ہے، پانی، مسلسل نچلی سطح کی جانب دوڑتے ہوئے، بالآخر دوسرے پانی کی مزاحمت میں قید ہو جاتا ہے جو نچلی ترین سطح پر پہنچ چکا ہے۔۔۔ ان تمام معاملوں میں توازن کی جانب ترقی ہے۔ متضاد قوتوں کا یہ عالمی وجود، جو، جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا، تال میل کی آفاقیت کو لازمی بنا دیتا ہے، اور جو، جیسا کہ ہم نے پہلے دیکھا، ہر قوت کی تقسیم کی منتشر قوت میں تبدیلی کو ناگزیر بنا دیتا ہے، بیک وقت توازن کے حتمی قیام کو بھی لازم کر دیتا ہے۔ ہر تغیر مزاحمت میں تغیر کی حیثیت سے مستقل طور پر گھٹ جانے کا عذاب سہہ رہا ہے؛ اور یہ ناختم ہونے والا گھٹاؤ بالآخر حرکت کے خاتمے کا باعث بنتا ہے۔' (ایچ۔ اسپینسر، 'فرسٹ پرنسپلز'، دی آن لائن لائبریری آف لبرٹی، اے پروجیکٹ آف لبرٹی فنڈ، انکارپوریٹڈ، صفحات 273-274)۔ یہاں ہم توازن اور تغیر کے معاملے میں سرمایہ دارانہ فکر کی ایک کلاسیکی مثال دیکھتے ہیں۔ انفرادی چیزوں کے توازن کی جانب رجحان کو توازن کی جانب عمومی رجحان کے ظہور کے طور پر دیکھا جاتا ہے، یعنی توازن مطلق ہے اور حرکت نسبتی ہے، اور توازن کے حوالے سے ثانوی ہے۔ تغیر غائب ہو جاتا ہے اور ناگزیر طور پر ٹھہراؤ کی حالت میں آجاتا ہے۔ تغیر اور توازن کے درمیان تعلق کو اوپر سے نیچے کی جانب الٹ دیا جاتا ہے۔ اسپینسر توازن کے تصور کو متحرک یا حرکت پذیر توازن کے طور پر تصور کرتا ہے۔ ہم آگے متحرک یا حرکت پذیر توازن کے اس تصور کو اور سرمایہ دارانہ معاشی تجزیے

میں اس کے کردار کو مزید دیکھیں گے۔ اس دوران، اس بات کی نشاندہی کرنا موزوں ہوگا کہ اسپینسر کے نظام میں "یہ متحرک توازن بالآخر مکمل توازن میں داخل ہوجاتا ہے۔" (ایضا، صفحہ 275)۔ یہ متحرک توازن کے اس تصور سے کسی حد تک مختلف ہے جس کی مدافعت بخارن نے کی تھی۔ مؤخرالذکر رسمی طور پر مستقل حرکت کے تصور کو تسلیم کرتا ہے۔ تاہم، یہ متفرقات بنیادی نوعیت کے نہیں ہے کیونکہ دونوں مصنفوں میں یہ حقیقت مشترک ہے کہ وہ حرکت اور تغیر کے اتحاد کو، مؤخرالذکر کے حق میں بگاڑ دیتے ہیں۔

[xxvii] جدلیاتی مادیت کے نکتہ نظر سے بخارن کے نظریہ توازن کا ایک مختصر خلاصہ اور اس کی کردار نگاری کو "مارکسی فلسفے کی نصابی کتاب" کے یکے بعد دیگرے شائع ہونے والے ایڈیشنز میں بیان کیا گیا ہے جسے لینن گراڈ انسٹیٹوٹ آف فلاسفی نے ایم۔ شروکوف کی ہدایات کے تحت تیار کیا تھا۔ اس کتاب میں نظریہ توازن کی تنقید پورے ایک باب پر مشتمل ہے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ایسی تنقید اسٹالن کے بعد کسی نصابی کتاب میں مزید دکھائی نہیں دی۔